31

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

31 جولائی تا 6 اگست 2012ء / 11 تا 17 رمضان المبارک 1433ھ

دن کے روزے اور رات کے قیام کی حکمت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس نے روزے رکھے رمضان میں ایمان واحتساب کے ساتھ بخش دیئے گئے اس کے تمام سابقہ گناہ اور جس نے (راتوں کو) قیام کیا رمضان میں ایمان واحتساب کے ساتھ بخش دیئے گئے اُس کے جملہ سابقہ گناہ۔“ (رواہ بخاری ومسلم)

امام بیہقیؒ نے ”شعب الایمان“ میں حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاصؓ سے روایت کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”روزہ اور قرآن بندۂ مومن کے حق میں سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے رب! میں نے اسے روکے رکھا دن میں کھانے اور خواہشات سے، پس اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا: میں نے اسے روکے رکھا رات کو نیند سے' پس اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ تو دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔“

حقائق متذکرہ بالا کے پیش نظر صیام وقیام رمضان کی اصلی غایت وحکمت اور ان کا اصل ہدف ومقصود ایک جملے اس طرح سمویا جاسکتا ہے کہ:...... ایک طرف روزہ انسان کے جسد حیوانی کے ضعف واضمحلال کا سبب بنے، تاکہ رُوحِ انسانی کے پاؤں میں بیڑیاں کچھ ہلکی ہوں اور بہیمیت کے بھاری بوجھ تلے دبی' سسکتی اور کراہتی ہوئی رُوح کو سانس لینے کا موقع ملے ...... اور دوسری طرف قیام اللیل میں کلام ربانی کا روح پرور نزول اُس کے تغذیہ وتقویت کا سبب بنے' تاکہ ایک جانب اس پر کلام الٰہی کی عظمت کماحقہ منکشف ہو جائے اور وہ اچھی طرح محسوس کرلے کہ یہی اُس کی بھوک کو سیری اور پیاس کو آسودگی عطا کرنے کا ذریعہ اور اُس کے دُکھ کا علاج اور درد کا درماں ہے! ...... اور دوسری جانب رُوحِ انسانی از سرِ نو قوی اور توانا ہو کر ”اپنے مرکز کی طرف مائل پرواز“ ہو' گویا اس میں تقرب الی اللہ کا داعیہ شدت سے بیدار ہو جائے اور وہ مشغولِ دعا ومناجات ہو' جو اصل رُوح ہے عبادت کی اور لب لباب ہے رُشد وہدایت کا!

عظمت صرم

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

اعتصام بالقرآن اور احتساب کا مہینہ

روزے کے احکام اور ماہِ صیام کی فضیلت

دورِ صحابہؓ میں بچوں کا روزہ

برما میں مسلم نسل کشی
اور میڈیا کی مجرمانہ روش

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

باز آتے ہو کہ نہیں!

رُمی، تم جیت گئیں!

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سورۃ یوسف

(آیت 1 تا 3)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ① اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ② نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ③

آیت ۱ الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ① ''ا ل ر ۔ یہ ایک روشن کتاب کی آیات ہیں۔''

یہ اُس کتاب روشن کی آیات ہیں جو اپنا مدعا واضح طور پر بیان کرتی ہے اور کوئی ابہام باقی نہیں رہنے دیتی۔

آیت ۲ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا ''ہم نے اس کو نازل کیا ہے عربی قرآن بنا کر''

یعنی وہ قرآن جو اُمّ الکتاب اور لوحِ محفوظ میں ہمارے پاس ہے اس کو ہم نے قرآنِ عربی بنا کر محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا ہے۔

لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ② ''تاکہ تم لوگ اسے اچھی طرح سے سمجھ سکو۔''

یہ خطاب عرب کے ''اُمیین'' سے ہے کہ ہمارے آخری رسول ﷺ کی اوّلین بعثت تمہاری طرف ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کے مخاطبین اولین تم لوگ ہو۔ چنانچہ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے، تاکہ تم لوگ اسے اچھی طرح سمجھ سکو۔

آیت ۳ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ ''(اے نبی ﷺ!) ہم آپ کو سنانے لگے ہیں'' بہترین بیان''

قَصَص (ق کی زبر کے ساتھ) یہاں بطور مصدر آیا ہے اور اس کے معنی ہیں ''بیان''۔ اگر لفظ قِصَص (ق کی زیر کے ساتھ) ہوتا تو قصہ کی جمع کے معنی دیتا' اور اس صورت میں اس کا ترجمہ یوں ہوتا کہ ہم آپ ﷺ کو بہترین قصہ سنا رہے ہیں۔

بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ③ ''اس قرآن کے ساتھ جو ہم نے آپؐ کی طرف وحی کیا ہے' اور یقیناً آپؐ اس سے پہلے (اس سے) ناواقف تھے۔''

یعنی قرآن میں اس وحی (سورت) کے نزول سے پہلے آپ ﷺ اس واقعہ سے واقف نہیں تھے۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

رمضان کی برکات سے محرومی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِي مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ)) (جامع ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور پھر اس کا کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ پھر جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور پکارنے والا پکارتا ہے اے خیر کے طلبگار آگے بڑھ اور اے شر کے طلب گار ٹھہر جا اور اللہ کی طرف سے بندے آگ سے آزاد کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ معاملہ ہر رات جاری رہتا ہے۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

محبوب الحق عاجز

اعتصام بالقرآن اور احتساب کا مہینہ

رمضان کا بابرکت مہینہ ہم پر سایہ فگن ہے۔ یہ روزے کی عبادت کا مہینہ ہے۔ یہ ہمدردی وغمگساری اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کا مہینہ ہے کہ اس میں نیکیوں کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ستر فرضوں کے برابر کر دیا جاتا ہے۔ رمضان المبارک کے تعلق سے دو باتیں ایسی ہیں جن پر ہر مسلمان کو خاص طور پر غور کرنا چاہیے۔ یعنی قرآن حکیم سے اپنے تعلق کی تجدید اور خود احتسابی۔

ماہ رمضان کے بارے میں قرآن حکیم میں فرمایا گیا کہ یہ نزول قرآن کا مہینہ ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ (البقرۃ:185) ''رمضان کا مہینہ وہ ہے، جس میں قرآن اتارا گیا۔'' قرآن حکیم یوں تو پوری انسانیت کے لیے ہدایت ہے، مگر اِس ہدایت سے استفادہ وہ لوگ کر سکتے ہیں، جن کے اندر تقویٰ کی صفت موجود ہو۔ روزہ کا مقصد یہی تقویٰ پیدا کرنا ہے، تاکہ اللہ کے بندے اللہ کی نازل کردہ ہدایت سے مستفید ہو سکیں۔ ہم مسلمانانِ پاکستان کا رمضان اور قرآن سے اضافی تعلق بھی ہے۔ وہ اس لیے کہ پاکستان رمضان المبارک میں وجود میں آیا اور رمضان کی بھی 27 ویں شب میں، جس کے بارے میں گمان غالب ہے کہ وہ لیلۃ القدر ہی ہے جس میں قرآن کا نزول ہوا اور جسے نزول قرآن کی بنا پر ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ نزول قرآن کی شب مملکت خداداد پاکستان کا قیام اس بات کی طرف خدائی اشارہ تھا کہ مسلمانو، تمہیں یہ ملک قرآن حکیم کے نظام کے نفاذ کے لیے عطا کیا جا رہا ہے۔ تمہیں اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں قرآن کے ساتھ تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرنا ہے کہ اِسی میں تمہاری بقا و سلامتی، قومی یکجہتی اور وحدت پوشیدہ ہے۔

نظریہ پاکستان کی آبیاری اور قرآنی ہدایت سے استفادہ کے لیے پہلا کام یہ ہونا چاہیے تھا کہ ملک میں قرآن کی تعلیمات کو عام کیا جاتا۔ نصاب تعلیم کو قرآن وسنت کے احکام سے ہم آہنگ کیا جاتا۔ قرآن حکیم کی زبان عربی کو ہر سطح پر فروغ دیا جاتا، تاکہ قرآن سمجھنے اور سمجھانے اور سیکھنے سکھانے کا راستہ کھلتا اور قرآن پر عمل کے لیے تحریک ملتی۔ اگر انگریزی زبان سکھانے پر وسائل جھونکے جا سکتے ہیں، تو قرآنی زبان کے فروغ کے لیے اقدامات کیوں نہ کیے جا سکتے تھے؟ اس میں شک نہیں کہ قرآن حکیم کی تلاوت بے سمجھے کرنا بھی باعث ثواب ہے۔ اس کے ایک ایک حرف کے بدلے دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اس سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن قرآنی ہدایت اور احکام سے راہنمائی اور قرآن کو اپنا امام بنانے کی ضرورت تھی۔ اس کے احکامات پر عمل کیا جاتا۔ اُس کی منہیات سے رُکا جاتا۔ اُسے انفرادی اور اجتماعی زندگی کا لائحہ عمل بنایا جاتا۔ مگر افسوس کہ اعتصام بالقرآن کو ہم نے کوئی اہمیت نہ دی۔ ہم ابتدا ہی سے اللہ کی نازل کردہ کامل ہدایت اور روشنی سے منہ موڑ کر مصنوعی روشنی کے ذریعے عزت و وقار کا راستہ ڈھونڈ رہے ہیں اور مینارۂ نور قرآن حکیم پر ریشمی جزدانوں کے بے شمار غلاف ڈال دیے ہیں۔ اس کی تعلیمات کے نور سے نسل نو کو منور کرنے کی طرف نہ تو سوسائٹی متوجہ ہے نہ ریاست۔ اس مجرمانہ غفلت کا نتیجہ ہے کہ قرآن جس سیدھے راستے کی راہنمائی کرتا ہے، ہم اُس سے ہٹ چکے ہیں۔ قرآن حکیم کے نظام عدل اجتماعی کو اپنانا تو درکنار ہم عام انسانی اخلاقیات سے بھی عاری ہو چکے ہیں۔ قرآن جو ہمیں جوڑنے والی کتاب ہے، ہم نے اُس سے منہ موڑا، اُس کے نظام کو چھوڑا تو ملک نسلی، لسانی اور علاقائی عصبیتوں کے نرغے میں چلا گیا۔ ماہِ رمضان ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اگر کامیابی چاہتے ہو، اگر ترقی و استحکام عزیز ہے، اگر عدل و مساوات کے متمنی ہو، اگر غلبہ و کامرانی کا حصول مقصود ہے، تو اُسی قرآن سے لو لگاؤ، اُسی

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

31 جولائی تا 6 اگست 2012ء — جلد 21
11 تا 17 رمضان المبارک 1433ھ — شمارہ 31

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور- 54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور- 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کتاب زندہ سے جڑ جاؤ، جس سے چمٹنے اور جسے اختیار کرنے کا تم نے تحریک پاکستان کے دوران پختہ وعدہ کیا تھا، اور اگر قرآن سے بے رخی اور بے وفائی کی روش جاری رہی، تو پھر ذلت و رسوائی، شکست و ریخت اور ناکامی و نامرادی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

اے مسلمانانِ پاکستان، علمائے اسلام اور اربابِ اقتدار!

رمضان کا مہینہ احتساب کا مہینہ بھی ہے۔ یہ دوسروں پر نہیں اپنی زندگی کے نقشے پر تنقیدی نگاہ ڈالنے اور اپنا محاسبہ کرنے کا مہینہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایمان اور احتساب کی کیفیت کے ساتھ روزہ رکھنے والوں کو مغفرت اور بخشش کی بشارت دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایمان اور احتساب کی کیفیت کے ساتھ روزہ رکھا، اُس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے''۔ قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ملک معجزانہ طور پر عطا کیا۔ انگریز اور ہندو دونوں قیام پاکستان کے شدید مخالف تھے۔ انگریز جس نے مسلمانوں سے یہ ملک اور یہاں کا اقتدار چھینا تھا، ہرگز یہ نہیں چاہتا تھا کہ مسلمانوں کے لیے آزاد اور خود مختار ریاست قائم ہو۔ ہندوؤں کا لیڈر گاندھی تو یہاں تک کہہ رہا تھا کہ پاکستان میری لاش پر بنے گا۔ مسلمان ہندو اکثریت کے رحم و کرم پر تھے۔ وہ ہر میدان میں ہندوؤں سے پیچھے تھے۔ بنابریں 1946ء کے الیکشن میں مسلم لیگ کی کامیابی کے باوجود پاکستان کا قیام بظاہر ناممکن دکھائی دیتا تھا۔ لیکن اِس تمام تر صورتحال کے باوجود اللہ نے ہمیں ایک آزاد اور خود مختار خطۂ زمین سے نوازا، تاکہ دیکھے کہ ہم اپنی ذات اور ملک پر نفاذ اسلام کے وعدوں پر پورا اُترتے ہیں یا نہیں! جیسا کہ سورۃ یونس میں فرمایا گیا: ''پھر ہم نے اُن کے بعد تم لوگوں کو زمین میں خلیفہ بنایا، تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔'' (آیت:14) مسلمانانِ ہند نے قیام پاکستان کے لیے جو تحریک چلائی اُس سے مقصود محض خطۂ زمین کا حصول نہ تھا بلکہ عصر حاضر کی عظیم الشان اسلامی ریاست کا قیام تھا، جس میں خلافت راشدہ کی طرز پر نظام خلافت کا نفاذ ہوتا، اور لوگ انفرادی سطح پر اسلام کی صحیح معنوں میں پیروی کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی میں اسلام کے اصولِ عدل و مساوات سے بھی مستفید ہوتے۔ انہیں معاشی، معاشرتی، سیاسی اور عدالتی ہر سطح پر انصاف میسر آتا۔ یہی بات بانئ پاکستان نے اسلامیہ کالج میں پشاور میں خطاب کرتے ہوئے کہی تھی کہ ''ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔'' روزہ جس خود احتسابی کا متقاضی ہے کیا ہم چند لمحوں کے لیے دنیا پرستی اور مادیت کے چنگل سے نکل کر اُس خود احتسابی کے لیے تیار ہیں؟ کیا دنیاوی عہدوں اور مناصب کے اعتبار سے ہمارے چھوٹے بڑے، کسان، مزدور، علماء، سیاستدان اور جرنیل خود کو اپنے ضمیر کی عدالت کے سامنے پیش کرنے اور ضمیر کا فیصلہ ماننے پر آمادہ ہیں؟ رمضان کے مبارک مہینے کی یہ بابرکت گھڑیاں ہم سے یہ تقاضا کرتی ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص محاسبۂ اُخروی سے پہلے اپنا خود محاسبہ کرے، اپنے روز و شب کا جائزہ لے اور یہ دیکھے کہ اُس کی زندگی میں کہاں کہاں اسلامی شریعت کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ اُس کی معیشت یعنی لین دین، کمائی اور معاشرت یعنی شادی بیاہ کے طور طریقوں، رویوں، طرزِ زندگی اور ترجیحات میں اسلام کو غلبہ حاصل ہے یا پھر غیرِ اسلام کی حکمرانی ہے؟ پھر یہ کہ یہ ملک جس مقصد کے لیے حاصل کیا گیا تھا، کیا اُس کو پورا کرنے کے لیے ہم نے اپنا کردار ادا کیا یا غفلت کے مرتکب ہوئے ہیں؟ علماء کرام بھی اپنا محاسبہ کریں کہ انہوں نے اسلامی نظریے کے فروغ اور اسلام کے قیام کے لیے کماحقہ اپنی صلاحیتیں وقف کیں یا اُن سے کوتاہی ہوئی ہے؟ انہوں نے برائیوں کے سیلاب کے آگے بند باندھنے کی کوشش کی ہے یا نہیں؟ ملک کے سیاستدان اور ارباب اختیار بھی اپنا جائزہ لیں کہ انہوں نے اسلامی شریعت کی بالادستی کے لیے کام کیا ہے؟ یا پھر محض علامتی طور پر ملک کا نام اسلامی جمہوریہ رکھ دینے کے بعد اپنی تمام تر صلاحیتیں، توانائیاں قانون شریعت کا راستہ روکنے کے لیے وقف کر دیں اور سیاست، معیشت، عدالت، نظام تعلیم اور میڈیا ہر سطح پر اسلام سے متصادم سیکولرازم اور دجالیت کو فروغ دیتے رہے؟

اس وقت ہم اسلامی نظریے سے انحراف، غیر شرعی افغان پالیسی اور اپنے کرتوتوں کے سبب بند گلی میں داخل ہو چکے ہیں۔ اندرونی سطح پر ہمیں بھوک، خوف، لاقانونیت، انتشار، قتل و غارت، لسانی و علاقائی عصبیتوں، علیحدگی کی تحریکوں، اداروں کے تصادم کا سامنا ہے تو خارجی سطح پر ہم جس امریکہ کے اتحادی ہیں، اُس کا بحری بیڑہ گوادر کے قریب سمندر میں آن پہنچا ہے۔ انڈیا اپنی فوجیں بارڈر پر لے آیا ہے۔ افغانستان سے دراندازی معمول بن چکی ہے اور یوں ملک کی سلامتی کو شدید خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔ ایک مرد دانا نے کہا تھا کہ جب اپنا گھر جائے سکون نہ رہے تو وہ توبہ کا وقت ہوتا ہے۔ کیا اب بھی ہمارے لیے وقت نہیں آیا کہ ہم سچے دل سے توبہ کریں اور مالک حقیقی سے بغاوت کا راستہ ترک کر کے وفاداری کے راستے پر چل پڑیں، جو ہماری اُخروی نجات کا ہی نہیں دنیا میں کامیابی اور خوف و خطر سے آزادی کا راستہ بھی ہے۔ قرآن عزیز کہتا ہے:

> ''اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اُسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح اُن سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے، اُن کے لیے اُن کے اُس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا، جسے اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں پسند کیا ہے، اور اُن کی (موجودہ) حالت خوف کو امن سے بدل دے گا۔ بس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، اور رسولؐ کی اطاعت کرو، اُمید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔'' (النور:55،56)

روزے کے احکام اور ماہِ صیام کی فضیلت

قرآن حکیم اور خطبۂ نبویؐ کی روشنی میں

امیر تنظیم اسلامی محترم **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ کے 20 جولائی 2012ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

حضرات محترم! رمضان المبارک کا برکتوں والا مہینہ ہم پر سایہ فگن ہوا چاہتا ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ یہ روزے کی عبادت اور نزول قرآن کا مہینہ ہے۔ قرآن مجید میں روزے کی عبادت کا تفصیلی ذکر سورۃ البقرہ کے 23ویں رکوع میں آیا ہے۔ اس رکوع میں روزے کی فرضیت، حکمت، قرآن مجید کے ساتھ تعلق اور اعتکاف جیسے موضوعات کو جمع کر دیا گیا ہے۔ ایک ہی مقام پر کم و بیش تمام مسائل کا ذکر روزہ کا منفرد معاملہ ہے۔ روزے کی فرضیت کے بارے میں یہاں فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝﴾ (آیت 183)

’’اہل ایمان! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا‘‘ (روزہ کی غرض و غایت یہ ہے کہ) تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔‘‘

روزے کی فرضیت کے ذکر کے ساتھ ہی ترغیب و تشویق کے لئے فرمایا کہ روزہ صرف تمہی پر فرض نہیں کیا گیا ہے بلکہ سابقہ امتوں پر بھی فرض تھا۔ روزے کا اصل حاصل اور مقصود تقویٰ ہے۔ تقویٰ آخرت کی کامیابی کی شرط ہے۔ یہ حقیقی کامیابی کے لئے ناگزیر ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن اہل جنت کے تذکرہ میں بار بار تقویٰ کا ذکر کرتا ہے۔ تقویٰ کی پونجی حاصل کرنے کے لئے دیگر عبادت کے ساتھ ساتھ روزے کی عبادت فرض کی گئی ہے۔

اگلی آیت میں فرمایا:

﴿اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَي الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (البقرہ)

’’(روزے) گنتی کے چند دن ہیں۔ تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دُوسرے دنوں میں (روزوں کا) شمار پورا کرے۔ اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے ایک محتاج کو کھانا کھلا دیں۔ اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو یہ اُس کے حق میں زیادہ اچھا ہے۔ اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔‘‘

اس رکوع کی متذکرہ دو آیات کے بارے میں ایک رائے‘ جو اسلاف کے بہت سے لوگوں کی ہے، یہ ہے کہ ان کا تعلق رمضان کے روزے سے نہیں ایام بیض کے روزوں کی فرضیت سے ہے‘ جو رمضان کے روزوں سے پہلے فرض ہوئے تھے۔ یعنی ہر قمری مہینے کی 13‘ 14 اور 15 تاریخ کے روزے۔ اِن روزوں کی غرض و غایت یہ تھی کہ لوگوں کو روزے کی عبادت سے مانوس کیا جائے‘ کیونکہ عرب روزہ سے مانوس نہیں تھے۔ چنانچہ ان تین دنوں کے حوالے سے یہ بات بڑی مناسب معلوم ہے کہ تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں۔ ’’جو گنتی کے چند دن ہیں۔‘‘ نبی اکرم ﷺ نے ان تین دن کے روزوں کی تاکید فرمائی ہے۔ گو بعد میں جبکہ رمضان کے روزے فرض کر دیئے گئے‘ اُن کی فرضیت ختم ہوگئی‘ مگر اب بھی یہ سنت مؤکدہ کے درجے میں ہیں۔

تمہیں یہ رعایت دے دی گئی‘ کہ اگر ان تین دنوں میں کوئی شخص بیمار پڑ گیا یا اسے کوئی سفر درپیش ہو گیا تو روزہ چھوڑ سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دوران سفر بعض اوقات روزہ چھوڑا بھی ہے اور بعض اوقات رکھا بھی ہے۔ دوسری رعایت یہ کہ اگر کوئی روزہ نہیں رکھ سکتا تو ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔ یہ گویا ایک روزے کا فدیہ تھا۔ البتہ بعد میں جب ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کا حکم آیا تو یہ دوسری رعایت ختم ہوگئی —— جو کوئی اپنی آزاد مرضی سے زیادہ نیکی کا کام کرے۔ یعنی ایک مسکین کے بجائے‘ دو یا چار مساکین کو کھلا دے تو یہ اُس کے لیے اور بہتر ہے۔ مگر یہ بات یاد رکھئے اگر تم پر یہ بات منکشف ہو جائے کہ روزہ رکھنے میں کتنی خیر و برکت ہے تو تم اسے کبھی نہ چھوڑو۔

روزے کے یہ ابتدائی احکام ترغیب و تشویق کے لیے ہیں‘ تاکہ لوگ روزے سے مانوس ہو جائیں۔ اب آگے ماہ رمضان المبارک اور اُس کے روزوں کی فرضیت کا ذکر آ رہا ہے۔ فرمایا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾

’’رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔‘‘

ماہ رمضان کا تعارف ہو رہا ہے کہ اسے بقیہ مہینوں پر قیاس نہ کرنا‘ کیونکہ اس کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی عظیم نعمت نازل ہوئی ہے کہ زمین کے اوپر اس جیسی کوئی نعمت اور اس سے زیادہ فضیلت والی کوئی شے نہیں ہے۔ یہ نعمت اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن حکیم ہے۔ اور قرآن کا تعارف کیا ہے؟

﴿هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ﴾

”جو لوگوں کا راہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور وہ (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والے ہے۔“

یہ پوری نوع انسانی کے لیے ہدایت ہے۔ ہدایت ہر شخص کی شدید ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں ایک امتحان میں ڈالا ہے۔ یہ دنیا دارالامتحان اور دارالعمل ہے، دارالجزا نہیں ہے۔ دارالجزا آخرت ہے۔ یہاں جس کو زیادہ دیا گیا اُس کی بھی آزمائش کی جا رہی ہے اور جسےکم دیا گیا اُسے بھی آزمایا جا رہا ہے۔ کسی کو اللہ دنیا میں اونچا مقام دیتا ہے، تاکہ دیکھے کہ وہ فرعون بنتا ہے، یا ذوالقرنین جیسی انکساری تواضع اور درویشی اختیار کرتا ہے۔ تو دنیا میں ہر شخص حالت امتحان میں ہے۔ اس امتحان میں کامیابی کا اصل راستہ یہ قرآن ہے۔ قرآن ھدی للناس ہے۔ یہ لوگوں کی فکری، علمی، عملی اور انفرادی اور اجتماعی سطح کی راہنمائی کا سامان ہے۔ پھر یہ ہدایت مشکل اور پیچ در پیچ نہیں ہے کہ جس سے آدمی چکرا جائے، بلکہ بہت واضح اور روشن ہے۔

اب آگے فرمایا:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾

”تو جو کوئی تم سے اس مہینے کو پائے، اس پر لازم ہے کہ پورے ماہ کے روزے رکھے۔“

یہ ہے فرضیت صوم رمضان کا بیان۔ اب پورے مہینے کا روزہ رکھنا فرض کر دیا گیا۔ آج ہو سکتا ہے کہ رمضان کا چاند نظر آ جائے، لہٰذا مجھے آپ سے رمضان کے لیے ذہنی تیاری کے حوالے سے گفتگو کرنی ہے۔ اس سلسلہ میں نبی ﷺ کا حد درجہ جامع خطبہ ہے، آج اُس کی روشنی میں گفتگو ہوگی ان شاء اللہ۔ آپؐ کے اس خطبہ میں استقبال رمضان کا مضمون آیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ رمضان المبارک میں مسلمان کیا کریں اور اس کی برکات سے کیسے فائدہ اُٹھائیں۔ اس میں فضیلت کے کون کون سے پہلو ہیں۔ ملی یکجہتی کونسل (جس کا حال ہی میں احیاء ہوا ہے اور جس کا مقصد مسلکی ہم آہنگی کو فروغ دینا ہے) کے صدر قاضی حسین احمد صاحب کی جانب سے بھی روزنامہ جنگ میں ایک اشتہار کے ذریعے ملک کے آئمہ مساجد سے درخواست کی گئی کہ استقبال رمضان کے حوالے سے اس خطبے کا پر مذاکرہ اور اس کے ذریعے سے وعظ و نصیحت کریں۔ ذہنی تیاری کے حوالے سے یہ بہت جامع خطبہ ہے۔ ہر سال رمضان سے پہلے جب بھی موقع ملتا ہے، اس کا بیان ہوتا ہے۔ دراصل یہ خطبہ نبی اکرم ﷺ کی جانب سے ہمارے لیے ایک عظیم تحفہ ہے۔ ایک تحفہ تو یہ ماہ رمضان بھی ہے جس کو یہ مل گیا اس کے لیے بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔ بہت سے لوگ تھے جو پچھلے رمضان میں ہمارے ساتھ تھے لیکن یہ رمضان ان کی زندگی میں نہیں آیا...... لیکن یاد رکھئے، یہ خوش نصیبی اُن کے لیے ہے جو اِس سے فائدہ اٹھائیں، ورنہ حدیث کے مطابق جس کسی کو رمضان جیسا مبارک مہینہ ملے اور وہ اپنے گناہ نہ بخشوا سکے، مغفرت نہ کرا سکے، وہ تباہ ہو گیا، وہ انتہائی بدنصیب ہے۔ اس ماہ مبارک کو نیکیوں کا موسم بہار کیا جاتا ہے۔ تو اس موسم سے صحیح طور پر فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ انسان ذہنی طور پر پہلے سے تیار اور آمادۂ عمل ہو۔ اس خطبہ کے راوی حضرت سلمان فارسیؓ ہیں اور اِسے امام بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے شعبان کے آخری دن ہم سے خطاب فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا: ”اے لوگو! تم پر وہ مہینہ سایہ فگن ہوا جاتا ہے جو بہت عظمت اور برکت والا ہے۔ برکت والی شے کیا ہوتی ہے جس میں بڑھوتری ہو۔ اس ماہ کی برکات کی مثالیں آگے آئیں گی، کہ اس میں کس کس پہلو سے برکات ہیں۔ البتہ اس کی برکت کی ایک مثال تو یہیں سامنے آ گئی کہ فرمایا ”اس ماہ میں ایک رات وہ ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے“ اس کا مفہوم کیا ہے؟ یہ کہ ہزار مہینوں کی عبادت، ہزار مہینوں میں مسلسل کی گئی نیکیوں کو ایک طرف رکھا جائے اور اس ایک رات میں کی گئی عبادت ایک طرف، تو اس ایک رات والا پلڑا بھاری ہوگا۔ یہ رمضان کی برکت کی انتہا ہے۔ اس سے زیادہ کا ہم تصور بھی کر نہیں سکتے۔ یہ بات قرآن مجید میں بھی آئی ہے:

”ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں ناز (کرنا شروع) کیا۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟۔ شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔“ (سورۃ القدر)

اور اس مہینے کو جو خاص فضیلت ہے وہ اسی نزول قرآن کی نسبت سے ہے۔ اِسی لیے اللہ تعالیٰ نے روزے کی عبادت کے لیے اس مہینے کو مخصوص کیا ہے۔ روزہ اور قرآن کی آپس میں بڑی گہری نسبت اور تعلق ہے۔

آگے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں روزہ رکھنا فرض کر دیا“۔ یعنی روزہ ہر عاقل و بالغ مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ کی متذکرہ آیت (185) سے واضح ہے۔

اور پھر فرمایا: ”اس مہینے کی راتوں میں قیام کو نفل عبادت مقرر کیا ہے۔“ دن کے روزے کے ساتھ قیام اللیل کی بڑی ترغیب دلائی گئی ہے۔ قیام اللیل سے محض کھڑے ہونا مراد نہیں بلکہ اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھا جائے کہ یہ نزول قرآن کا مہینہ ہے۔ تاہم اس کو فرض نہیں قرار دیا گیا۔ اس لیے کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے لیے یہ عملاً ممکن نہیں ہوتا۔ لیکن اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائیگئی ہے۔ لہٰذا اس ماہ مبارک کی برکات سے صحیح فائدہ اٹھانے کا طریقہ یہی ہے کہ آدمی دن میں روزہ رکھے اور رات کا بڑا حصہ قرآن کے ساتھ گزارے۔ قرآن کے سننے، پڑھنے اور سمجھنے میں مشغول رہے۔ نبی اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ آٹھ رکعتوں میں قرآن حکیم پڑھتے رہتے تھے اور بہت کثرت سے پڑھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ رمضان کا صحیح نسخہ ہے: دن کا روزہ رات کا قیام مع القرآن۔ یاد رہے کہ قیام اللیل کا اطلاق کم از کم ایک تہائی رات پر ہوگا۔ اس کی راہنمائی ہمیں سورۂ مزمل سے ملتی ہے۔

اِس کے بعد آپؐ نے فرمایا: ”جو شخص بھی اس مہینے میں اللہ کا قرب چاہے گا کسی غیر فرض (کسی نفلی عبادت) کے ذریعے تو نفل عبادت کا ثواب اتنا ہے جتنا دوسرے مہینوں میں کوئی فرض ادا کرے۔“ اور فرض کا ثواب تو اور بھی کئی گنا بڑھ کر ہے۔ فرمایا: ”جس کسی نے اس مہینے میں کوئی فرض ادا کیا، اس کے لیے اتنا ثواب ہے جیسے کہ دوسرے مہینوں میں ستر فرائض انجام دے۔“ گویا فرض کا ستر گنا ثواب ہے۔ عربی زبان اور حدیث میں جب ستر کا ہندسہ آتا ہے تو وہ بہت کثرت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

آگے فرمایا: ”یہ صبر کا مہینہ ہے، اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔“ صبر یہی نہیں ہے کہ ایک شخص تھپڑ مارے تو دوسرا جواب نہ دے۔ بلکہ ایک اعلیٰ مقصد کی خاطر ہر قسم کی مشقت اور تکلیف جھیلنا صبر ہے۔ ہماری یہ زندگی عارضی ہے اصل زندگی وہ ہے جو اس کے بعد آئے گی۔ ہمارا مطمح نظر وہاں کی کامیابی ہے۔ یہ زندگی تو دارالامتحان ہے، یہ امتحان کس چیز کا ہے؟ اپنے آپ کو روکنے، تھامنے اور نفس کے بے لگام گھوڑے پر قابو پانے کا ہے۔ گناہوں سے اپنے آپ کو بچانا بھی صبر ہے اور نیکیوں پر کاربند ہونا بھی صبر ہے۔ انسان میں حدود اللہ کو پھلانگنے کا رجحان ہے۔ گناہ، معصیت اور نفسانیت کی طرف میلان ہے۔ اپنے آپ کو گناہ سے روکنا بھی صبر ہے۔ اِسی طرح اللہ کی اطاعت کرنا، بندگی بجالانا، پنج وقتہ نماز ادا کرنا یہ بھی آسان نہیں ہے۔ اس کے لیے بھی استقامت کی ضرورت ہے۔ یہ استقامت بھی صبر ہے۔

یوں صبر کے بے شمار مدارج ہیں، جن کا اس مہینے میں امتحان ہوتا ہے۔ چونکہ صبر بہت بڑی آزمائش ہے، لہٰذا اس کا اجر وثواب یہ ہے کہ آدمی کو جنت ملے گی۔ سورۂ فرقان کے آخر میں عباد الرحمٰن کے متعلق یہ فرمایا کہ انہیں جنت میں بالاخانے اور محل عطا ہوں گے اور یہ اُن کے صبر کی بنا پر عطا ہوں گے۔ ﴿اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا﴾ (الفرقان:75) ''ان (صفات کے) لوگوں کو ان کے صبر کے بدلے اونچے اونچے محل دیے جائیں گے۔''

آگے فرمایا: ''یہ باہمی ہمدردی اور غمگساری کا مہینہ ہے۔'' اس مہینے ایک دوسرے کے لیے مودت اور رحمت کے جذبات پیدا ہونے چاہئیں کہ میرا یہ بھائی بھی روزے سے ہے۔ ہمارے ہاں خاص طور پر شہروں میں ایک طبقہ وہ بھی ہے جنہیں معلوم ہی نہیں کہ فاقہ کیا چیز ہوتی ہے۔ وہ لوگ کہ جنہیں دو دو وقت کی روٹی میسر نہیں ان پر کیا بیتتی ہے۔ لیکن اس مہینے میں جب یہ لوگ روزہ رکھتے ہیں تو انہیں کچھ نہ کچھ اندازہ ضرور ہو گا کہ بھوک کی حالت میں انسان کی کیفیت کیا ہوتی ہے۔ محروم طبقات جن کے گھر کئی کئی روز تک چولہا نہیں جلتا، وہ کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اور پھر جب وہ خود مشقت سے گزرتے ہیں تو اُن میں ناداروں، فقراء اور محتاجوں کے لیے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

اس کے بعد اس مہینے میں رزق کی برکت کا ذکر فرمایا: ''یہ مہینہ وہ ہے جس میں بندۂ مومن کے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔'' اگر ہم دنیاوی جمع وتفریق کریں تو معلوم ہو گا کہ شاید رزق میں کمی ہونی چاہیے، لیکن ہر آدمی محسوس کرتا ہے کہ اس مہینہ اللہ تعالیٰ جو مسبب الاسباب ہے، رزق اور وسائل رزق میں برکت ڈال دیتا ہے۔ روزے کا حاصل تقویٰ ہے اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کے متعلق سورۂ طلاق میں فرمایا کہ ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا 2 وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ﴾ ''اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لیے (رنج ومحن سے) مخلصی (کی صورت) پیدا کر دے گا۔ اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے (وہم و) گمان بھی نہ ہو۔''

''جو شخص رمضان میں اپنے کسی بھائی کو روزہ افطار کروائے، تو اس کا یہ عمل اس کے لیے مغفرت اور آگ سے چھٹکارے کا ذریعہ بن جائے گا۔'' اندازہ کیجئے، روزہ دار کو افطار کرانا اللہ کو کس قدر پسند ہے کہ اِسے آگ سے رہائی کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ پھر یہ بھی واضح ہے کہ اس عمل سے آپس میں ہمدردی اور محبت بھی بڑھتی ہے جو دینی اخوت کے تحت ہر مسلمان میں ہونی چاہیے۔ اس مہینے رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کی فضا پیدا ہونی چاہیے، مسلمانوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت، ایک دوسرے کے لیے ہمدردی و ایثار کا جذبہ پیدا ہونا چاہیے۔ یہ اس کا بہترین موقع ہے۔ خاص طور پر ان لوگوں کے لیے جنہیں عام دنوں پیٹ بھر کر کھانا میسر نہیں ہوتا، ہمدردی اور محبت کے احساس میں اور زیادہ شدت آنی چاہیے۔

''اور روزہ افطار کروانے کے لیے بھی اتنا ہی اجر ہے جتنا روزہ رکھنے والے کا۔ بغیر اس کے کہ اس روزے دار کے اجر میں کچھ کمی کی گئی ہو۔'' یہ اللہ کی رحمت کا مظہر ہے کہ روزے دار کو جتنا اجر ملتا ہے اتنا ہی اجر افطار کرانے والے کو ملتا ہے۔ لیکن روزے دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ اس کا اجر اپنی جگہ پورا ہے۔ ایک حدیث قدسی کا مفہوم ہے کہ انسان جو بھی عمل کرتا ہے، اُس پر دس گنا سے لے کر سات سو گنا اس کا اجر ملتا ہے، سوائے روزے کے (یعنی روزے کا جو ثواب ہے وہ بے حد وحساب ہے اس لیے اللہ فرماتا ہے کہ) وہ خاص میرے لیے ہے، اور میں اس کی خصوصی جزا دوں گا۔

جب نبی ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تو حضرت سلمان فارسیؓ نے کہا: ''اللہ کے رسول ﷺ ہم میں سے ہر شخص کے لیے تو یہ ممکن نہیں ہے۔'' ہر شخص کے حالات ایسے نہیں ہوتے کہ وہ کسی دوسرے کو افطار کروائے۔ آپؓ خود بھی فقرائے صحابہ میں سے تھے۔ دن فاقے سے ہوتے تھے۔ تو جب کسی کے پاس کچھ نہیں ہے تو افطار کیسے کروائے گا اور یوں افطار کرانے کے اجر سے محروم رہ جائے گا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہ اجر وثواب اس مسلمان کو بھی عطا کر دیں گے جو دودھ کی تھوڑی سی لسی یا پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ اپنے کسی مسلمان بھائی کا روزہ افطار کرواتا ہے۔'' اس سے مراد کیا ہے؟ اگر کسی شخص کو صرف لسی یا پانی ہی میسر تھا اور اُس نے ثواب کی نیت سے اُسی کے ساتھ اپنے مسلمان بھائی کو روزہ افطار کرا دیا، تو اِسے افطار کروانے کا ثواب مل جائے گا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک آدمی کا ماہ رمضان میں اپنا دسترخوان تو متنوع کھانوں سے بھرا رہتا ہو، مگر جب وہ دوسروں کو افطار کرائے تو صرف لسی پر اکتفا کرے۔ مراد یہ ہے کہ جس کی جتنی سکت ہے اس کے مطابق اپنے مسلمان بھائی کو روزہ افطار کروا دے۔ اللہ اسے اجر سے نواز دے گا

آگے فرمایا: ''جو کوئی کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے۔ (اُس کا اجر یہ ہے کہ) اللہ اُسے میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا کہ جس کے بعد اُسے کبھی پیاس نہیں لگے یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جائے گا۔'' اگرچہ اپنے دوستوں اور عزیزوں کو افطاری پر بلانا بھی باعث برکت اور باعث اجر وثواب ہے، لیکن اصل مقصود کیا ہے کہ افطار کے لیے محلے کے ناداروں کو بلائیے، جنہیں سال کے دوسرے مہینوں میں پیٹ بھر کر کھانے کا موقع کبھی کبھار ہی ملتا ہے۔ اس کا بہت اجر وثواب ہے۔ آگے فرمایا: ''یہ مہینہ وہ ہے کہ جس کا پہلا عشرہ رحمت ہے۔'' یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو سمیٹنے کا موقع ہے۔ اس سے فائدہ اٹھا لیں یعنی دن کو روزہ رکھیں اور روزہ رکھنے میں وہ شرائط و آداب اور قواعد وضوابط ملحوظ رہنے چاہئیں جو احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔ چاہیے کہ ہم جھوٹ بولنے، حرام کھانے اور دوسرے گناہوں سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اگر ہم جھوٹ بول رہے ہوں، غلط کام کر رہے ہوں، نماز چھوڑ رہے ہوں تو محض بھوکا پیاسا رہنے کا نام روزہ نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص (روزے کی حالت میں) جھوٹ بولنا اور اُس پر عمل کرنا ترک نہیں کرتا تو اللہ کو اِس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ ''کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں جنہیں روزے سے بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا......''۔ وجہ یہ ہے کہ وہ روزے میں اپنے آپ کو گناہوں سے نہیں بچاتے۔ روزے میں جب ہم بعض حلال چیزوں سے بھی بچتے ہیں تو جو غلط کام اور غیر شرعی اعمال ہیں، ان سے باز رہنا تو مقدم ہے۔ پھر یہ کہ دن کے روزے کے علاوہ ہم رات کا کچھ حصہ قرآن کے پڑھنے، سننے، سمجھنے میں گزاریں۔ اِس سے امید ہے کہ ہم اللہ کی رحمت کے مستحق ٹھہریں گے۔ آپؐ نے آگے فرمایا: ''اس مہینے کا درمیانی عشرہ مغفرت ہے''۔ جو شخص رمضان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس ماہ اللہ سے مغفرت طلب کرے گا، اللہ اُس کو معاف فرمائے گا۔ اور آخری عشرہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ ''جہنم کی آگ سے چھٹکارا ہے۔'' ہماری ساری محنت اِسی لیے ہے کہ آخرت میں نار جہنم اور عذاب الیم سے بچ سکیں۔ رمضان کی کتنی بڑی فضیلت ہے کہ یہ جہنم سے رہائی کا ذریعہ ہے۔ آخری الفاظ ہیں: ''جو شخص اس مہینے میں اپنے کسی ملازم (خدمت گار) کے کام میں تخفیف کرے...... (یعنی اوقات کار کم کر دے گا، مشقت کم ڈالے گا اس خیال سے کہ میرا بھائی بھی روزے سے ہے) اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیں گے، اُسے جہنم کی آگ سے بچا لیں گے۔'' [مرتب: محبوب الحق عاجز]

دورِ صحابہؓ میں بچوں کا روزہ

فرید اللہ مروت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانہ میں کمسن اور نوعمر بچوں میں دین کا جو جذبہ تھا وہ حقیقت میں بڑوں کی پرورش اور تربیت کا ثمرہ تھا۔ اگر ماں باپ اپنی اولاد کو بے جا لاڈ پیار میں کھو دینے اور ضائع کر دینے کی بجائے شروع ہی سے ان کی دینی حالت کی خبر گیری اور اس پر تنبیہ رکھیں تو دین کے امور بچوں کے دلوں میں جگہ پکڑیں اور بڑی عمر میں جا کر وہ چیزیں ان کے لیے بمنزلہ عادت کے ہو جائیں لیکن ہم لوگ اس کے برخلاف بچے کی ہر بُری بات اور عادت پر بچہ سمجھ کر نہ صرف یہ کہ چشم پوشی کرتے ہیں بلکہ زیادہ محبت کا جوش ہوتا ہے تو اس پر خوش ہوتے ہیں اور دین میں اپنے بچوں کی جتنی کوتاہی دیکھتے ہیں اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دیتے ہیں کہ بڑے ہو کر سب درست ہو جائے گا۔ حالانکہ بڑے ہو کر وہی عادات پکتی ہیں جن کا شروع میں بیج بویا جا چکا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ بچوں میں اچھی عادتیں پیدا ہوں، ان میں دین کا اہتمام ہو، دین پر عمل کرنے والے ہوں تو بچپن ہی سے اُن کو دین کے اہتمام کا عادی بنائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بچوں کو رزق حلال کھلائیں اور اُن کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ امید ہے کہ بچے آپ کے فرمانبردار رہیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بچپن سے ہی اپنی اولاد کی تربیت فرماتے اور دینی امور کا اہتمام کراتے تھے۔ امام بخاریؒ نے حضرت عمرؓ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس رمضان المبارک کے مہینے میں نشوان نامی شخص کو لایا گیا۔ اس نے اس ماہِ مبارک میں شراب پی رکھی تھی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: رمضان میں ایسا کرتے ہو، تم پر پھٹکار ہو جبکہ ہمارے بچے روزے رکھ رہے ہیں۔ پھر اس کو مارا۔" (بخاری) امام حافظ ابن حجرؒ اس مارنے کی تفصیل میں لکھتے ہیں:

"پھر حضرت عمر فاروقؓ کے حکم پر اس کو اسی (80) کوڑے مارے گئے اور اس کو شام کی طرف بھیج دیا گیا۔" (فتح الباری)

اس روایت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دورِ صحابہؓ میں بچے بھی روزے رکھا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ تم بڑے ہو کر ایسے کام کرتے ہو جبکہ ہمارے بچے جن پر روزے فرض بھی نہیں وہ بھی روزے رکھ رہے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی بعض علاقوں میں جوان مرد دن دیہاڑے ہوٹل میں گھس جاتے ہیں اور پردہ آویزاں کر کے کھانے لگ جاتے ہیں اور بعض افراد اپنے گھروں اور دفتروں میں ہٹے کٹے ہونے کے باوجود روزہ کھانے میں لگے ہوتے ہیں۔ جب بڑوں کا یہ حال ہوگا تو چھوٹوں کا کیا قصور۔

امام بخاریؒ نے ایک اور واقعہ نقل کیا ہے:

"ربیع بنت معوذؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عاشورا کی صبح کو انصار کے دیہاتوں میں جواب بھیجا کہ جس نے صبح افطار کیا وہ باقی یوم کھانے سے پرہیز کرے اور جس نے صبح سے روزہ کی نیت کی وہ روزہ رکھے۔ پھر ہم عاشورا کا روزہ رکھتے تھے اور ہمارے بچے بھی روزہ رکھتے تھے اور ہم نے بچوں کے کھلونے بنائے تھے۔ جب وہ کھانے کے لیے روتے تھے تو ہم (ان کے دل بہلانے کے لیے) روئی سے بنائے ہوئے کھلونے ان کو دے دیتے تھے۔ یہاں تک کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔" (بخاری)

یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ ابتدا میں عاشورا کا روزہ رکھنے کی بڑی ترغیب و تشویق دلائی جاتی تھی۔ رمضان المبارک کی فرضیت کے بعد اس کی لازمی حیثیت باقی نہ رہی۔ البتہ استحبابی حیثیت اب بھی قائم ہے۔

اس روایت سے اور بھی واضح ہو گیا کہ دورِ صحابہؓ میں بچوں کو روزہ رکھنے کی تلقین کی جاتی اور کھلونوں والی بات سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی اس پر آمادہ کیا جاتا تھا۔

کس عمر کے بچے کو روزہ رکھنا چاہیے

اللہ تبارک و تعالیٰ اس امت کے محدثین، مفسرین اور ائمہ عظام کو مزید درجات عالیہ نصیب فرمائے، ان حضرات نے دین کی ہر ہر بات کو اتنی تحقیق و محنت کے ساتھ ایسے صاف و شفاف انداز میں پیش کیا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ بچوں کے روزہ کے متعلق اصح ترین قول جمہور علماء کا ہے۔ جیسے امام شافعیؒ نے ذکر فرمایا۔ حافظ ابن حجرؒ جمہور کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَاستحب جماعة من السلف منهم ابن سيرين والزهري وقال به شافعي انهم يؤمرون به للتمرين عليه اذا طاقوه وحدّها اصحابه السبع والعشر كالصلوٰة ۔ (فتح الباری، ج3)

"مستحب ٹھہرایا بچوں کے لیے روزہ اسلاف نے جن میں امام ابن سیرین اور امام زہری شامل ہیں اور اسی پر قول کیا امام شافعیؒ نے بچوں کو روزہ کا حکم دیا جائے گا تا کہ ان کی مشق ہو اس پر جب وہ طاقت رکھیں اور ان کے اصحاب نے اس کی حد مقرر کی ہے، سات اور دس مثل نماز کے۔" (فتح الباری)

یعنی جیسے نماز کے متعلق ہے کہ بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز پڑھنے کی تلقین کرو اور جب اس کی عمر دس سال ہو جائے تو پھر اگر نماز نہ پڑھے تو اس کو مارو۔ اسی طرح روزے کا مسئلہ ہے کہ سات سال کے بچے کو اس کی تلقین کی جائے تا کہ وہ بچپن ہی سے اسی طریقے پر چل پڑے اور بڑے ہو کر ان کو روزہ رکھنے میں کوئی اشکال و دشواری نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور ہمارے بچوں کو اس ماہِ مقدس کے احترام اور اس کے روزے رکھنے کی توفیق دے۔ (آمین)

برما میں مسلم نسل کُشی اور میڈیا کی مجرمانہ خاموشی

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی: حافظ عاکف سعید، ایوب بیگ مرزا میزبان: وسیم احمد

سوال: برما کے مسلمانوں پر وحشیانہ مظالم کا سلسلہ جاری ہے۔ برما میں مسلمانوں کی حالت زار کے بارے میں آپ کیا کہیں گے۔ نیز برما کے حوالے سے مختصراً بریف کر دیں، تاکہ بات سمجھنے میں آسانی ہو؟

ایوب بیگ مرزا: برما جنوب مشرقی ایشیا میں واقع ہے۔ اس کا کل رقبہ ڈھائی لاکھ مربع میل اور آبادی تقریباً سات کروڑ ہے۔ جس میں اکثریت بدھ مت کے ماننے والوں کی ہے۔ جہاں تک برما میں اقلیتوں کا تعلق ہے اس حوالے سے مسلمان دیگر دوسرے مذاہب کے مقابلے میں ایک بڑی اقلیت میں شمار ہوتے ہیں۔ البتہ مسلمانوں کی برما میں تعداد کے حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ برما کا دارالحکومت رنگون ہے۔ اس کے کل چودہ صوبے ہیں، جن میں سے ایک صوبہ اراکان ہے، جہاں مسلمان اکثریت میں آباد ہیں۔ اراکان کی ساحلی سرحد بنگلہ دیش کے علاقے چٹاگانگ سے ملتی ہے۔ برما کا شمار دنیا کے غریب ترین ممالک میں ہوتا ہے۔ دنیا کا سب سے کم ترین G.D.P ریٹ برما کا ہے۔ کسی زمانے میں چاول کی برآمدات کے حوالے سے اس کا شمار دنیا کے بڑے ممالک میں کیا جاتا تھا۔ لیکن نااہل حکومتوں اور بالخصوص موجودہ فوجی حکمرانوں کی نااہلی کے سبب آج چاول کی برآمدات تقریباً ختم ہو چکی ہیں۔ اسی طرح برما اُن ممالک میں شامل ہے جس کی اپنی کرنسی کی دنیا میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ U.N.O کا رکن ہونے کے باوجود برما اپنے اندرونی معاملات نہ کبھی U.N.O میں لایا ہے اور نہ شاید آئندہ کبھی لائے۔ برما پر مکمل فوجی تسلط قائم ہے۔ 1886ء سے لے کر 1948ء تک یہاں برطانوی سامراجی نظام قائم رہا ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ جب برما کو 1948ء میں آزادی ملی تھی تو صوبہ اراکان کے مسلمانوں نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اس صوبے کا مشرقی پاکستان کے ساتھ الحاق کر دیا جائے، لیکن مسلمانوں کے اس مطالبہ کو نہ تو برما کے فوجی حکمرانوں نے مانا اور نہ وہاں کی بدھسٹ اکثریت نے ہی تسلیم کیا۔ آج سے سولہ سال قبل برما کے موجودہ فوجی حکمران نے اس کا نام برما سے تبدیل کر کے میانمار رکھ دیا تھا۔ لہٰذا برما کا موجودہ نام میانمار ہے۔ 1948ء سے پہلے صوبہ اراکان ایک مکمل آزاد مسلمان ریاست تھی جس کا برما سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ لیکن 1948ء میں برما کے راجا نے اراکان پر حملہ کر کے اسے جبراً برما کا صوبہ بنا لیا تھا۔ صوبہ اراکان میں بدھ مت نہ ہونے کے برابر ہیں۔

برما میں اس وقت اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کے ساتھ جو ناروا سلوک روا رکھا جا رہا ہے وہ شاید ہی دنیا کے کسی اور حصہ میں ہو رہا ہو۔ برما میں جاری ظلم کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ برما کے مسلمان نہ تو تعلیم حاصل کر سکتے اور نہ ملازمتوں کے دروازے ہی اُن پر کھلے ہیں۔ یہاں تک کہ شادی کے لیے دلہا اور دلہن کو نہ صرف عدالت کے سامنے پہلے پیش ہونا پڑتا ہے بلکہ کئی ایسے وحشیانہ، دردناک اور ناقابل بیان واقعات بھی ہوتے ہیں جس میں دلہن کو شادی سے پہلے اغوا کر کے کئی دن تک زیادتی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ پھر کہیں جا کے اُسے دلہا کے حوالے کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہاں کے مقامی مسلمان ملازمتوں کے حصول کے لیے اپنے اسلامی نام تک تبدیل کرنے پر مجبور ہیں، برما میں مسلمانوں کی صحیح تعداد کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

سوال: (امیر تنظیم اسلامی سے) آپ یہ بتائیں کہ اگر دنیا کے کسی حصے میں مسلمان کمزور ہوں اور ان پر مظالم ڈھائے جا رہے ہوں تو ایسی صورت میں دوسرے آزاد ممالک کے مسلمانوں کو قرآنِ پاک کیا حکم اور راہنمائی دیتا ہے؟

حافظ عاکف سعید: سب سے پہلے ہمیں یہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ مسلمان ایک امت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ کسی بھی خطے کے مسلمان دوسرے خطے کے مسلمانوں کے بھائی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کی جو وضاحت فرمائی ہے وہ نہایت خوبصورت ہے کہ ”ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ نہ تو اپنے مسلمان بھائی پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار و مددگار ہی چھوڑتا ہے۔“ اسی طرح ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”پوری امت مسلمہ ایک جسد کی مانند ہے اور اگر اس جسد کے کسی حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم اس تکلیف کو محسوس کرے گا۔“ مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا گلا گھونٹ رہا ہے۔ نسلی، علاقائی اور مذہبی بنیادوں پر ظلم و ستم ہو رہا ہے۔ یہ اُس اسلام کے بالکل منافی ہے جو حضور اکرم ﷺ لے کر آئے تھے۔ اگر ایک خطے میں مسلمانوں پر مظالم ڈھائے جا رہے ہوں تو دوسرے خطے کے مسلمانوں کے فرائض کے ضمن میں اصولی بات یہ ہے کہ ہم اُن مسلمانوں کی تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے انھیں بے یار و مددگار نہ چھوڑیں۔ اگر مسلمان قوت میں ہیں تو انھیں اپنے مسلمانوں کی ہر ممکنہ مدد کرنی چاہیے۔ سورۃ النساء میں کہا گیا ہے کہ تم اُن لوگوں کے خلاف جنگ کرو جنھوں نے تمہارے بہن بھائیوں کو کمزور کر دیا ہے۔ اسی طرح جب دیبل کی بندرگاہ پر ایک مسلمان خاتون کی بے حرمتی کی گئی تو اس مظلوم عورت نے چلا کر یہ کہا تھا کہ کہاں ہے مسلمانوں کا خلیفہ۔ اس مظلوم عورت کی فریاد پر مسلمانوں کے مرکز سے سندھ پر لشکر کشی کی گئی تھی۔ محمد بن قاسم ہندوستان آئے اور انھوں نے مجرموں کو قرار واقعی سزا دی۔ یوں پوری دنیا کو یہ واضح پیغام مل گیا کہ کسی مسلمان مرد و عورت کو پوری دنیا میں کہیں بھی میلی آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ اسی طرح کی ایک اور مثال 225ھ کو خلیفہ معتصم باللہ کے دورِ حکومت میں ملتی ہے۔ جب ترکی کے ایک شہر اموریہ میں ایک مسلمان عورت کی بے حرمتی کی گئی تو اس نے عباسی خلیفہ معتصم باللہ کو پکارا کہ کہاں ہے ہم مسلمانوں کا خلیفہ۔ یہ

> **عالمی حقوق کے چیمپئن امریکہ نے عالمی سطح پر مسلمانوں کے خلاف محاذ کھول رکھا ہے**
> **ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت برما کے مسلمانوں کی نسل کُشی کا منصوبہ بنایا گیا**

بات خلیفہ تک پہنچی تو اُس نے لشکر کشی کا حکم دیا۔ چنانچہ اُموریہ کو نہ صرف فتح کیا گیا بلکہ اس عورت کو آزاد کرا کر اس کو مکمل انصاف دلایا گیا۔ یہ تھا مسلمانوں کا وہ روشن کردار، جس کی گواہی ہمیں تاریخ سے واضح انداز میں ملتی ہے۔

سوال: برما کے مسلمانوں کے خلاف موجودہ تشدد کی لہر کا آغاز کیوں اور کیسے ہوا؟

ایوب بیگ مرزا: برما پر ایک عرصہ سے فوجی ڈکٹیٹر مسلط تھا۔ جمہوری طرزِ حکومت کے لیے وہاں کے مقامی لوگوں نے تحریک چلائی، تاکہ ملک میں دوسرے ممالک کی طرح جمہوری نظام حکومت قائم کیا جائے۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر 2010ء میں برما میں الیکشن ہوئے۔ جن میں ایک خاتون آن سان سوچی کامیاب ہوئی۔ چونکہ سوچی نے اپنی انتخابی مہم میں برما کے مسلمانوں کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کیا تھا، لہٰذا ان انتخابات میں سوچی کے ہمراہ 14 مسلمان بھی الیکشن جیت کر اسمبلی میں آگئے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ کوئی فوجی ڈکٹیٹر کبھی انتقالِ اقتدار

> مغربی قوتوں نے ہمارے میڈیا کو خرید لیا ہے اور بدقسمتی سے ہماری قوم پوری طرح میڈیا گائیڈڈ سوسائٹی بن چکی ہے

پر راضی نہیں ہوتا۔ اگرچہ بیرونی دباؤ کے تحت اُس فوجی ڈکٹیٹر نے ملک میں الیکشن کروائے لیکن یہ عالمی دباؤ بھی منافقت کا شکار تھا کیونکہ فوجی ڈکٹیٹر نے ملک میں ویسے الیکشن نہ ہونے دیے جیسے ہونے چاہئیں تھے۔ لیکن ظاہری حوالے سے اس نے مسلمانوں کے ساتھ کچھ نرمی کا معاملہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان اب آسانی کے ساتھ ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں جانا شروع ہوگئے اور تبلیغی جماعت کا ایک اجتماع صوبہ اراکان کے شہر تنکوک میں ہوا۔ اِس تبلیغ کے نتیجہ میں دو خواتین نے اسلام قبول کرلیا۔ اس پر بدھ بھکشوں نے اسلام دشمنی میں اِن دونوں مسلم خواتین کو شہید کردیا اور پھر اِن کے ساتھ زیادتی اور قتل کا الزام مسلمانوں پر لگا دیا۔ پھر اسی تنکوک شہر میں تبلیغی اجتماع میں شرکت کے لیے ایک بس پر 37 مسلمان آرہے تھے۔ اس بس پر بدھ شرپسندوں نے حملہ کردیا، جس کے نتیجے میں 10 مسلمان شہید ہوئے اور باقی 17 مسلمانوں کو شدید زخمی کردیا گیا۔ اس سانحہ کے بعد اراکانی مسلمانوں اور بدھ شرپسندوں کے درمیان ایک خونریز جنگ کا آغاز ہوگیا اور اراکان کے لوگوں نے بدھ مت شرپسندوں کے خلاف بھرپور جہاد کیا۔

نظر یہی آتا ہے کہ برما میں مسلمانوں کی نسل کشی کے لیے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت یہ منصوبہ بنایا گیا تھا۔ کیونکہ فوج اور پولیس کو مسلمانوں کے خلاف ظلم وستم روا رکھنے کی مکمل آزادی دے دی گئی تھی۔ آپ حیران ہوں گے کہ جو قوم کیڑے مکوڑوں کو مارنے سے گریز کرتی ہے اور پوری دنیا میں امن پسندی اور رحم دلی کے حوالے سے مشہور ہے، اس قوم کے مذہبی راہنماؤں نے مسلمانوں کے قتل عام کے لیے اپنے دستخطوں سے پمفلٹس جاری کیے ہیں۔

سوال: دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ دنیا میں کہیں بھی غیر مسلم ہلاکتوں کا واقعہ رونما ہو جائے تو UNO کی سلامتی کونسل کا ہنگامی اجلاس طلب کرلیا جاتا ہے اور معاملے کو فوری حل کروایا جاتا ہے۔ مگر کیا وجہ ہے کہ برما میں مسلمانوں کی ٹارگٹ کلنگ پر عالمی ضمیر نہیں جاگ رہا اور UNO خاموش ہے؟

حافظ عاکف سعید: مسلمانوں کے ساتھ اس طرح کا ناروا سلوک صدیوں سے جاری ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ UNO کس مقصد کے لیے معرضِ وجود میں لائی گئی۔ یہ بات ساری دنیا جانتی ہے کہ UNO میں مسلمانوں کی حیثیت کیا ہے اور ویٹو پاور کس کے پاس ہے۔ UNO میں اسرائیل کے خلاف کئی بار قراردادیں جمع کروائی گئیں، جنھیں امریکہ فوراً ویٹو کردیتا ہے۔ کیونکہ عالم کفر کو یہ معلوم ہے کہ اُن کا اصل معرکہ عالم اسلام کے ساتھ ہے۔ لہٰذا وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کسی بھی اقدام سے گریز نہیں کرتے۔ جیسے آپ کو معلوم ہوگا کہ یورپ کے وسط میں ایک مسلم ریاست بوسنیا میں مسلمانوں کے ساتھ کتنا ظلم ہوا تھا۔ وہاں کے لاکھوں مسلمانوں کو قتل کردیا گیا تھا۔ پھر کشمیر میں مسلمانوں پر جاری مظالم پر یہ UNO کیا کردار ادا کررہی ہے۔ ہر جگہ مسلمان کو دبایا جارہا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اللہ اور اس کے دین کے وفادار نہیں ہیں، چنانچہ اللہ کے عذاب کی براہِ راست زد میں ہیں۔ امریکہ جو خود کو عالمی حقوق کا چیمپئن کہتا ہے اُس نے عالمی سطح پر مسلمانوں کے خلاف محاذ کھول رکھا ہے۔ نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ کے عنوان سے اسلام کے خلاف برپا جنگ کو امریکی صدر نے خود صلیبی جنگ کا نام دیا تھا۔ لہٰذا مسلمانوں کو خود جاگنا ہوگا اور اس کے لیے سب سے پہلے ایک اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لانا ہوگا۔ یعنی جس علاقے میں مسلمان موجود ہوں وہاں اللہ کا قانون نافذ کردیا جائے۔ پھر جب یہاں سے عالم کفر کے ظلم وستم کے خلاف فوج کشی ہوگی تو ان شاء اللہ اُس کے سامنے پھر کوئی نہیں ٹھہر سکے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کے دوہرے معیار ہیں۔ وہ ممالک جو اپنے آپ کو انسانی حقوق کا عالمی چیمپئن کہتے ہیں اسلام کے معاملے میں اُن کا دوہرا معیار اتنا واضح ہوچکا ہے کہ اگر اب بھی کسی کو نظر نہیں آرہا تو وہ اپنی عقل اور بصارت کا علاج کروائے۔

سوال: برما کے ہزاروں مسلمانوں کو شہید یا غائب کردیا گیا ہے لیکن پاکستان کا میڈیا خصوصاً الیکٹرانک میڈیا مکمل طور پر خاموش ہے۔ آخر کیوں؟

ایوب بیگ مرزا: جہاں تک برما کے مسلمانوں کی شہادت اور غائب ہونے کا معاملہ ہے تو اب تک کی اطلاعات کے مطابق پچھلے ڈیڑھ ماہ کے دوران 20 سے 22 ہزار کے قریب مسلمانوں کو شہید یا غائب کردیا گیا ہے۔ میڈیا کے حوالے سے میں یہی کہوں گا کہ اگر کسی مسلمان ملک میں 5 یا 10 عیسائیوں کو مار دیا جاتا تو پوری دنیا کے میڈیا میں ایک طوفان برپا ہو جاتا۔ ہمارے الیکٹرانک میڈیا نے برما کے حوالے سے جو کردار ادا کیا ہے اس سے یہ بات تو بہت واضح انداز میں سامنے آئی ہے کہ پاکستان میں ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے میڈیا کو جو آزادی دی تھی، وہ درحقیقت مغربی کلچر، مغربی سوچ اور نظریہ کو پھیلانے کی آزادی تھی۔ وگرنہ اتنی آسانی سے ایک ڈکٹیٹر میڈیا کو آزادی نہیں دے سکتا۔ برما کے حوالے سے عالمی میڈیا بھی مکمل طور پر خاموش ہے۔ ہمارے ہاں میڈیا کا جو

> عالم کفر کو یہ معلوم ہے کہ ان کا اصل معرکہ اسلام کے خلاف ہے لہٰذا وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کسی اقدام سے گریز نہیں کرتے

گھناؤنا کردار ہے، اس میں ہمارے عوام کا بھی بہت قصور ہے۔ ہماری قوم پوری طرح ''میڈیا گائیڈڈ سوسائٹی'' بن چکی ہے۔ مغربی قوتوں نے ہمارے میڈیا کو خرید لیا ہے۔ اسی لیے جب بھی کہیں مسلمانوں پر ظلم وستم ہوتا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ ہمارا میڈیا مکمل طور پر پُراسرار خاموشی اختیار کرلیتا ہے۔ ہماری فوج سوات اور جنوبی وزیرستان میں فوجی آپریشن میں مصروف تھی تو چونکہ اُس وقت امریکہ فوج کو پسند کرتا تھا لہٰذا پاک فوج کو میڈیا نے ایک مقدس گائے بنا کر عوام کے سامنے پیش کیا۔ لیکن جب امریکہ اور پاک فوج کے درمیان معاملات اختلافات کی نہج پر پہنچ گئے تو یہی میڈیا فوج کی مخالفت پر اُتر آیا۔ پھر گمشدہ افراد کا معاملہ بھی اُٹھایا گیا اور فوج کے ہاتھوں

ظلم وستم کی کہانیاں بھی میڈیا نے زور وشور سے سنانا شروع کردیں۔ یہ ہے ہمارے میڈیا کا دوغلا کردار۔ جس کسی پر امریکہ مہربان ہوگا ہمارا میڈیا بھی اس پر مہربان ہوگا اور جس سے امریکہ ناراض ہوگا ہمارا میڈیا بھی اُس کے خلاف ہوجائے گا۔

سوال: رحمتوں کا مہینہ رمضان ہم پر سایہ فگن ہے۔ رمضان ہمیں اخوت و مساوات کا درس دیتا ہے۔ اس ماہِ مبارک کی مناسبت سے برما کے مظلوم مسلمانوں کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

حافظ عاکف سعید: ماہِ رمضان کے حوالے سے مجھے حضور اکرم ﷺ کا وہ خطبہ یاد آرہا ہے جو کہ آپؐ نے شعبان کے آخری ہفتے میں ارشاد فرمایا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: (ترجمہ) ''اے لوگو تم پر بہت عظمتوں والا مہینہ سایہ فگن ہو چکا ہے۔'' اسی عظمت کے حوالے سے ہم ایک دوسرے کو اس مہینے کی مبارک باد دیتے ہیں اور مبارک باد دینی بھی چاہیے۔ اسی طرح یہ مہینہ باہمی ہمدردی اور بھائی چارے کا مہینہ ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے بلکہ اس مہینہ میں تو ہمیں اپنے بھائیوں کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔ دنیا بھر کے مسلمان حکمران چاہے نام ہی کے مسلمان ہیں لیکن رمضان کا کسی نہ کسی درجے احترام تو کرتے ہیں۔ اُنھیں اکٹھے ہوکر OIC کا اجلاس منعقد کرنا چاہیے، تاکہ برما کے مسلمان بھائیوں پر جاری تاریخ کے بدترین ظلم وستم کو جلد از جلد ختم کروایا جاسکے۔ ہمارے میڈیا والوں کو بھی برما کے مسلمانوں کے حق میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر بھرپور آواز اُٹھانی چاہیے۔ اسی طرح ہمیں اپنے برمی مسلمان بھائیوں کے لیے فنڈنگ کرنی چاہیے تاکہ ہر طرح سے اُن کی مدد ہوسکے۔ لیکن صحیح معنوں میں ہم اُن کی مدد تب ہی کرسکتے ہیں جب ہم ایک مکمل اسلامی ریاست قائم کرلیں۔ لہٰذا ہمیں اپنے ملک پاکستان میں صحیح معنوں میں اسلام کو نافذ کرنا ہوگا۔ اور یہ واحد اسلامی ملک ہے جو کہ ایٹمی قوت رکھتا ہے۔ اس لیے ہمیں اس مبارک مہینہ میں خود بھی نیک عمل کرنا چاہیے اور اس ملک خداداد کو ایک اسلامی ملک بنانے کے لیے منظم جدوجہد کا آغاز کرنا چاہیے۔ جب یہ سب کام ہوں گے تو ہم اپنے تمام دنیا کے مسلمان بھائیوں کی حقیقی معنوں میں مدد کرسکیں گے۔ وہ مسلمان بھائی خواہ چیچنیا کے ہوں، خواہ بوسنیا کے ہوں، خواہ سوڈان یا کشمیر کے مظلوم مسلمان ہوں یا پھر برما کے مسلمان ہوں۔ یہ سب تب ہی ممکن ہوگا جب ہم صحیح معنوں میں ایک اسلامی ریاست وجود میں لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس مبارک مہینہ کی برکت سے ہمارے اندر یہ جذبہ پیدا فرمائے کہ ہم اس اسلامی رُخ پر آگے بڑھ کر اپنے معاملات کو درست کرسکیں۔ آمین!

(مرتب: وسیم احمد/محمد بدر الرحمٰن)

قارئین اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی آفیشل ویب سائیٹ
www.tanzeem.org پر
خلافت فورم کے عنوان سے اور
Youtube.com/khilfatforum
پر دیکھی جاسکتی ہے۔ اس پروگرام کے بارے میں اپنی آراء اور تجاویز media@tanzeem.org پر ارسال فرمائیں۔

معمارِ پاکستان نے فرمایا:

''ہم دونوں قوموں میں صرف مذہب ہی کا فرق نہیں، ہماری تہذیبیں بھی ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ ہمارا دین صرف مذہبی اصولوں تک محدود نہیں بلکہ وہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ ہم مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنی پوری زندگی اس ضابطۂ حیات کے مطابق بسر کرنا چاہتے ہیں اور یہی مطالبۂ پاکستان کی بنیاد ہے۔''

(ایڈورڈ کالج پشاور، 27 نومبر 1945ء)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

فرقان دانش

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے دو دن بعد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپؓ عشرہ مبشرہ صحابہ ؓ میں سے ہیں۔ اسلام قبول کرنے سے قبل آپؓ کا نام عبدعمرو تھا۔ آپؓ کو راہ حق میں ابتلاء و آزمائش کے ان سارے مراحل سے گزرنا پڑا جن سے تمام اوّلین صحابہؓ کو گزرنا پڑا تھا۔ لیکن آپؓ کے پائے ثبات کو یہ آزمائشیں متزلزل نہ کر سکیں۔ آپؓ نے دوسرے صحابہؓ کے ساتھ پہلے حبشہ ہجرت کی اور بعد میں مدینہ ہجرت کی۔

مدینہ میں حضور اکرم ﷺ نے مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم کیا تو حضرت سعد بن ربیع ؓ انصاری کے ساتھ آپؓ کو رشتہ اخوت میں منسلک کیا۔ حضرت سعد بن ربیع ؓ نے ان سے کہا کہ میرے پاس دو باغ اور دو بیویاں ہیں۔ تمہیں جو باغ پسند ہو تم رکھ لو۔ اسی طرح دونوں بیویوں میں سے جس کے ساتھ نکاح کرنا چاہو بتا دو، اُسے میں طلاق دے دوں گا۔ جواب میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ آپؓ کے مال اور عیال میں برکت دے۔ آپ صرف مدینہ کے بازار تک میری رہنمائی فرما دیں، چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن ؓ نے بازار پہنچ کر تجارت شروع کر دی۔ کچھ عرصہ میں جب آپؓ کے پاس مناسب رقم جمع ہوگئی تو آپؓ نے نکاح کر لیا۔ نکاح کے بعد جب آپؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے لباس پر خوشبو کے اثرات دیکھ کر حضور ﷺ نے اس کی بابت دریافت فرمایا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسولؐ میں نے شادی کر لی ہے۔“ حضورؐ نے مہر کی مقدار پوچھی تو انہوں نے جواب دیا۔ ”ایک نواۃ سونا (پانچ درہم کے برابر)۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ولیمہ کرو چاہے ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تمہارے مال میں برکت عطا فرمائے۔“

حضرت عبدالرحمٰن ؓ فرماتے ہیں کہ اس دُعا کی بدولت دنیا اپنی پوری برکات و فوائد کے ساتھ میرے طرف متوجہ ہوگئی اور مجھے تجارت میں خوب ترقی ہوئی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے غزوۂ بدر میں شرکت فرمائی اور اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے۔ اس غزوہ میں آپؓ نے دشمن خدا عمیر بن عثمان کعبی کو کیفر کردار تک پہنچایا۔

غزوۂ احد میں بھی آپؓ نے بہادری کے جوہر دکھائے۔ ایک موقع پر جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تھے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ پوری ثابت قدمی کے ساتھ میدان کارزار میں ڈٹے رہے۔ جب معرکہ جنگ ختم ہوا، تو آپؓ کے جسم پر بیس (20) سے زیادہ زخم تھے جن میں بعض اس قدر گہرے تھے کہ ان میں ایک آدمی کا ہاتھ چلا جاتا تھا۔

جہاد بالنفس کے ساتھ ساتھ عبدالرحمٰن بن عوف ؓ جہاد بالمال میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ایک بار ایک فوجی مہم کے لیے آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے مالی تعاون کی اپیل کی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ فوراً اپنے گھر جا کر واپس آئے اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ (ﷺ) میرے پاس چار ہزار کی رقم ہے۔ دو ہزار اس فوجی مہم کے لیے حاضر ہیں۔ جبکہ باقی دو ہزار اپنے اہل و عیال کے لیے چھوڑے ہیں۔“ رسول اکرم ﷺ نے اس موقع پر بھی آپؓ کے مال میں برکت کی دُعا دی۔

غزوۂ تبوک کے موقع پر رومی فوج کے مقابلہ کے لیے افرادی قوت اور مالی وسائل کی حد درجہ زیادہ ضرورت تھی۔ مدینہ میں قحط کا زمانہ تھا۔ مسافت طویل تھی۔ زادِ سفر اور سواریوں کی تنگی کے باعث اس لشکر کا نام ”جیش العسرۃ“ پڑ گیا۔ اس غزوہ کے لئے حضرت عبدالرحمٰن نے اپنا سارا مال بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: ”گھر والوں کے لئے کتنا اسباب چھوڑا ہے“ انہوں نے جواب دیا ان کے لئے خیر اور اجر کا وعدہ برحق چھوڑا ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے کیا ہے۔“ سفر تبوک کے دوران حضرت عبدالرحمٰن ؓ کو ایک بہت بڑی سعادت نصیب ہوئی۔ ہوا یوں کہ نماز کا وقت ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ موجود نہ تھے۔ کچھ دیر انتظار کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کی امامت میں نماز کھڑی ہو گئی۔ پہلی رکعت ہی میں نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے اور نمازیوں کے ساتھ شامل ہو کر نماز ادا فرمائی۔

2 ہجری میں دومۃ الجندل کو اسلامی ریاست کا حصہ بنانے کے لئے نبی اکرم ﷺ نے لشکر روانہ فرمایا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کو لشکر کا امیر مقرر کیا اور اپنے دست مبارک سے سر پر عمامہ باندھا اور جھنڈا تھمایا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نبی اکرم ﷺ سے ہدایات لے کر دومۃ الجندل کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر پہلے تین دن حکمت و دانائی کے ساتھ لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دی، جس سے متاثر ہو کر بنو کلب قبیلے کے سردار اصبغ بن عمرو کلبی جو عیسائی تھا، دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ اس کی اقتدا میں بنوکلب کے بیشتر لوگ مسلمان ہو گئے جبکہ باقی جزیہ ادا کرنے پر راضی ہو گئے۔ قبیلے کے سردار نے اپنی بیٹی کا نکاح بھی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ سے کر دیا۔

11 ہجری میں جب خلافت کا مسئلہ پیش آیا تو حضرت عبدالرحمٰن ؓ نے اس مسئلے کے حل کے لیے بنیادی کردار ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ نے بھی اپنے بعد خلیفہ کے تقرر کے لیے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے مشورہ سے حضرت عمر فاروق ؓ کو نامزد کیا جب حضرت عمر فاروق ؓ زخمی ہو گئے تو آپؓ نے خلیفہ کے تقرر کے لیے چھ افراد نامزد کیے کہ وہ اپنے میں سے کسی ایک کو خلیفہ منتخب کر لیں۔ حضرت عمر فاروق ؓ کی تجہیز و تکفین کے بعد دو دن تک یہ مسئلہ غور طلب رہا۔ حضرت عبدالرحمٰن ؓ نے تجویز پیش کی کہ چھ کی بجائے اسے تین افراد تک محدود کر لیا جائے، حضرت طلحہ ؓ، حضرت عثمان ؓ کے حق میں حضرت زبیر ؓ، حضرت علی ؓ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔

اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق میں اپنا نام واپس لے لیا۔ اس موقع پر حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ رضا کارانہ طور پر دستبردار ہو گئے۔ باقی دو اصحاب حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ رہ گئے۔ سب افراد نے حضرت عبدالرحمٰنؓ کو حق دیا کہ وہ ان دونوں میں سے جسے چاہیے خلیفہ چن لیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کافی سوچ بچار کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس طرح آپؓ نے حکمت سے اس مسئلے کو بخوبی نپٹا دیا۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی ذاتی ضروریات اور نجی کاموں کی تکمیل کے لئے خود کو گویا وقف کر دیا۔ جب ہماری مائیں سفر میں نکلتیں تو ان کے ہمرکاب ہوتے۔ حج کے موقع پر ان کے ہمراہ تشریف لے جاتے۔ دوران سفران کے لئے قیام کا بندوبست فرماتے۔ ایک بار حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک زمین چالیس ہزار دینار میں فروخت کی اور وہ ساری رقم بنوزہرہ، ضرورت مند مسلمانوں، مہاجرین اور ازواج مطہرات میں تقسیم فرما دی۔ ایک مرتبہ مجاہدین کے لیے پانچ سو تربیت یافتہ جنگی گھوڑے خرید لیے۔ ایک دوسرے موقع پر مجاہدین کے لیے پندرہ سو عربی النسل گھوڑے خریدے۔ امّ المومنین حضرت عائشہؓ اکثر یہ دعا کرتیں۔ ”الٰہی! عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو جنت کے چشمے سلسبیل سے پانی پلانا۔“

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ آپؓ کی نماز جنازہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

وفات سے چند روز قبل حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تمام غلام آزاد کر دیے اور یہ وصیت لکھوائی کہ اصحاب میں سے جو بقید حیات ہیں ان میں سے ہر ایک کی خدمت میں چار سو دینار پیش کیے جائیں۔ اسی طرح امہات المومنین کی خدمت میں بھی وافر مقدار میں مال پیش کرنے کی وصیت کی۔

وفات کے بعد ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپؓ سے اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا: ”عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے دنیا میں سے اس کے عمدہ حصے کو اپنایا اور اس کے خراب حصے کو چھوڑ کر گزر گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔“

انجمن خدام القرآن (قرآن اکیڈمی) سندھ، کراچی کے زیر اہتمام

داعیٔ قرآن ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے جاری کردہ

قرآن فہمی کورس

پارٹ I اور II

میں داخلوں کا اعلان

جدید تعلیم یافتہ حضرات و خواتین کے لئے علومِ دینیہ کی تحصیل کا نادر موقع!

پارٹ I

- علم تجوید
- آسان عربی گرامر
- مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب
- ترجمۂ قرآن حکیم
- سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- دورۂ ترجمۂ قرآن
- مطالعۂ حدیث
- عقیدہ و فقہ
- اسپیشل لیکچرز
- کلام اقبال

پارٹ II

- علم تفسیر
- علم حدیث
- علم فقہ
- اصول تفسیر
- اصول حدیث
- اصول فقہ
- عقیدہ
- عربی زبان و ادب
- تحریکیات
- اضافی محاضرات

- پارٹ I اور پارٹ II دونوں ایک ایک سال کے دورانیے پر مبنی ہیں
- پارٹ I میں داخلے کے لئے انٹرمیڈیٹ یا مساوی سند درکار ہوگی
- آغاز: 3 ستمبر 2012ء
- پارٹ II میں داخلے کے لئے پارٹ I یا مساوی سند لازمی ہے
- خواتین کے لئے شریعت کے مطابق باپردہ اہتمام
- اہل طلبہ کے لئے مناسب اسکالرشپ
- شہر کے باہر سے آنے والے طلبہ کے لئے ہاسٹل اور میس کی عمدہ سہولت موجود ہے۔

نوٹ: واضح رہے کہ ہاسٹل/میس کی سہولت قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں صرف حضرات کے لئے دستیاب ہے۔

اسی طرح فی الوقت پارٹ II کا کورس بھی صرف حضرات کے لئے یاسین آباد اکیڈمی میں منعقد کیا جا رہا ہے۔

تاریخ ٹیسٹ: بروز اتوار 2/ستمبر 2012ء صبح 10:00 بجے تا نماز ظہر

بمقام: قرآن اکیڈمی ڈیفنس، مسجد جامع القرآن خیابان راحت فیز 6 درخشاں ڈیفنس، کراچی 23-35340022-021

مقاماتِ تدریس:

1. قرآن اکیڈمی ڈیفنس، مسجد جامع القرآن خیابان راحت فیز 6 درخشاں ڈیفنس، کراچی 23-35340022-021
2. قرآن اکیڈمی یاسین آباد، شارع قرآن اکیڈمی، بلاک 9، فیڈرل بی ایریا، کراچی 36806561-021
3. قرآن مرکز گلستان جوہر، مسجد باب القرآن، سالکین بسیرا، بلاک 14 کراچی 34255995-021

مزید تفصیلات، پراسپیکٹس اور داخلہ فارم ویب سائٹ سے حاصل کریں

www.QuranAcademy.com

روزہ اور رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت سے آگاہی کے لیے

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے کتابچہ

عظمتِ صیام و قیامِ رمضان مبارک

کا خود مطالعہ کیجیے اور احباب کو تحفتاً پیش کیجیے:

قیمت -/25 روپے

فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ۔ باز آتے ہو کہ نہیں؟

محمد سمیع

صاحب قرآن احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی حامل قرآن امت سے فرمایا تھا ''اے اہل قرآن! قرآن کو بس اپنا تکیہ نہ بنالو، بلکہ دن اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کیا کرو جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے اور اس کو (چاردانگ عالم میں) پھیلاؤ اور اس کو خوش الحانی سے حظ لیتے ہوئے پڑھا کرو اور اس پر غور وفکر کیا کرو، تاکہ فلاح پاؤ۔''

ہم نے سب سے پہلے یہ کیا کہ جس پیارے خطاب سے حضور ﷺ نے ہمیں نوازا تھا اسے ایسے مخصوص گروہ پر چسپاں کردیا جس کو ہم عرف عام میں منکرین حدیث کہتے ہیں۔ ہمارا یہ فیصلہ افسوسناک ہی نہیں حیرتناک بھی ہے کہ ہم انہیں اہل قرآن کہہ کر پکاریں جو کہتے ہیں کہ اللہ کی کتاب (قرآن) ہی ہمارے لئے کافی ہے اور جو سنن و احادیث کو قرآن فہمی کے لئے ناگزیر نہیں سمجھتے بلکہ ان کے استخفاف کی ناکام کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔ ہم نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ قرآن کو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے تکیہ یعنی سہارا بنالیا۔ اس کا ذکر آئندہ کے سطور میں آئے گا۔ ہاں ہم قرآن کی تلاوت تو کرتے ہیں لیکن اس طرح نہیں جس طرح اس کی تلاوت کا حق ہے۔ مسلمانوں کی عظیم اکثریت کا حال یہ ہے کہ قرآن کا پڑھنا ہی جانتی ہے، جن آیات کی تلاوت کرتی ہے اس کا مفہوم نہیں سمجھتی، کیونکہ وہ عربی زبان سے نابلد ہے۔ ہمیں حضور ﷺ کی وہ حدیث مبارکہ تو ازبر کرادی گئی ہے جس کے مطابق قرآن کے ہر حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ ہم نے بس اس حدیث مبارکہ پر تکیہ کرلیا اور تلاوت کو اپنے لئے حصول ثواب اور اپنے مرحومین کے لئے ایصال ثواب کا ذریعہ بنالیا۔ ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو اس حدیث مبارکہ سے واقف ہیں جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ قرآن یا تو ہمارے لئے آخرت میں ہمارے حق میں حجت بنے گا (اگر ہم نے اپنی دنیوی زندگی میں اس کے احکام کی پیروی کی ہے) یا ہمارے خلاف حجت بنے گا (اگر ہم نے دنیوی زندگی میں اس کے احکام پر عمل سے اعراض کیا)۔ یہ معاملہ صرف افراد تک محدود نہیں بلکہ افراد کے مجموعے یعنی قوم کے لئے بھی ہے۔ ایک حدیث مبارکہ کے مطابق اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے (اس کے احکام پر عمل کے نتیجے میں) قوموں کو عروج بخشے گا اور اسی سے (یعنی اس کے احکام پر عمل سے اعراض کے نتیجے میں) قوموں کو رسوا کرے گا۔ امت مسلمہ کے دور عروج کی تاریخ پڑھ جایئے اور آج کی امت مسلمہ کے حال پر نظر ڈال لیجئے، آپ پر اس حدیث مبارکہ کی حقانیت واضح ہوجائے گی۔ ذرا غور فرمائیں، جس قوم میں ایسے لوگ حکمراں ہوں جنہیں یہ نہیں معلوم کہ قرآن تیس پاروں پر مشتمل ہے یا چالیس پاروں پر اور ایسے بھی ہوں جو سورۃ الاخلاص کی درست تلاوت نہ کرسکیں وہ اگر مختلف نوعیت کے عذاب سے گزاری جارہی ہو تو اس میں حیرت کیا بات ہے۔ ہم قرآن کو خوش الحانی کے ساتھ حظ لے کر اس وقت پڑھیں جب ہمیں معلوم ہو کہ اطمینان قلب تو صرف اللہ کے ذکر میں ہے اور قرآن خود الذکر ہے۔ قرآنی غنا سے نابلد لوگ اس پر یقین رکھتے ہیں کہ ہماری روح کی غذا موسیقی میں ہے۔ لہٰذا ہم موسیقی کو حظ ہی لے کر بلکہ اس میں ڈوب کر سنتے ہیں۔ جب قرآن سے ہمارے تعلق کا یہ حال ہے تو اس پر غور وفکر کا مرحلہ کب آسکتا ہے اور اس کے چاردانگ عالم میں پھیلانے کا فریضہ ہم کیسے انجام دے سکتے ہیں۔ ہم نے تو یہ کام چند مخصوص طبقات کے لئے چھوڑ رکھا ہے۔ حالانکہ قرآن صرف انہی کے لئے نہیں بلکہ قیامت تک کے عالم انسانیت کے لئے ہدایت بن کر نازل ہوا ہے اور آج بھی اس کے مطالعے اور اس پر غور و فکر کے نتیجے میں غیر مسلم بڑی تعداد میں اسلام قبول کررہے ہیں۔

قرآن دنیا کی مظلوم ترین کتاب ہے۔ اس لئے کہ اس کے سب سے زیادہ تلاوت کئے جانے اور بار بار پڑھے جانے کے باوجود تلاوت کرنے والوں کی عظیم اکثریت اس کو سمجھتی نہیں ہے۔ یہ تو قرآن کا اعجاز ہے کہ اس کے باوجود کہ اس کی تلاوت بغیر سمجھے کی جاتی ہے، پڑھنے والوں کو اس سے کچھ نہ کچھ فیض تو حاصل ہوہی جاتا ہے۔ اس کتاب پر ایک بہت بڑا ظلم یہ ہے کہ اپنے دنیوی مفاد کے لئے اس کی قسم کھائی جاتی ہے۔ اور جب ایسا فرد اس کی قسم کھانا شروع کردے جس کے قریبی رشتہ دار یہ گواہی دیں کہ ان میں سب سے بری بات یہ ہے کہ وہ جھوٹ بہت بولتے ہیں تو اندازہ لگائیں کہ یہ اس کتاب کے ساتھ کتنا بڑا ظلم ہے۔ ہمارے ہاں رائج سیاست میں بہت ساری خرابیاں ہیں اور سیاسی میدان کے کھلاڑی خواہ وہ مسٹر ہوں یا مولانا، خواہ جبہ و دستار زیب تن کرنے والے ہوں یا لاکھوں کے سوٹ پہننے والے، کوئی بھی ان خرابیوں میں ملوث ہونے سے بچا ہوا نہیں۔ یہ چلن جو ڈاکٹر ذوالفقار مرزا سے شروع ہوکر ملک ریاض تک پہنچا ہے اور آگے نہ جانے کس کس تک پہنچے، اس کے بارے میں قرآن حکیم ہی کے الفاظ میں قسم کھانے والوں سے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ فهل انتم منتهون یعنی باز آتے ہو یا نہیں؟ اگر لوگ باز نہیں آتے تو عام مظلوموں کی فریاد تو رایگاں نہیں جاتی، قرآن کی فریاد کس طرح رایگاں جاسکتی ہے۔ مظلوموں کی فریادوں کے نتیجے میں وطن عزیز مختلف النوع عذاب میں آئے دن مبتلا رہتا ہے اور اب بھی ہے، قرآن کی فریاد کے نتیجے میں اس کا کیا بنے گا اس کا تصور ہی محال ہے۔ مولانا ماہر القادری مرحوم نے اپنی نظم ''قرآن کی فریاد'' اس کی فریاد ان الفاظ میں بیان کی تھی ؎

جب قول وقسم لینے کے لئے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے ہاتھوں میں اٹھایا جاتا ہوں

آج قرآن کے ساتھ جتنے نوع کے مظالم ڈھائے جارہے ہیں تقریباً سب کا احاطہ اس نظم میں کیا گیا ہے۔

دراصل بات یہ ہے کہ آج ہمارے پیش نظر محض دنیا اور اس کی فلاح ہے۔ آخرت کا تصور تو ہمارے ذہنوں سے اوجھل ہوچکا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم دنیوی فلاح کے حصول کے لئے قرآن کو استعمال کرنے میں بھی نہیں چوکتے۔ کاش! ہمارا آخرت پر ایمان یقین کی صورت میں ڈھل جائے۔

☆☆☆

رُحمیٰ تم جیت گئیں!

محمد سعید اسعد مختار

ہفت روزہ ندائے خلافت کے پبلشر محمد سعید اسعد مختار صاحب کی صاحبزادی اور ناظم دعوت و تربیت حلقہ لاہور محسن محمود کی اہلیہ رحمیٰ گزشتہ دنوں ڈیڑھ ماہ کی علالت کے بعد انتقال کر گئیں۔ مرحومہ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی نواسی اور بانی مدیر ندائے خلافت اقتدار احمد مرحوم کی پوتی تھیں۔ بیٹی کی المناک موت پر والد نے اپنے قلبی احساسات کو لفظوں کی زبان دی ہے۔ یہ ایک رہنما تحریر ہے جس میں قارئین کے لیے سبق آموزی کا وافر سامان موجود ہے۔ یہ تحریر جہاں مرحومہ کی اسلام اور قرآن سے سچی محبت، بلند حوصلگی اور فکرِ آخرت کو آشکارا کرتی ہے، وہیں اِس سے رنج و غم میں ڈوبے ہوئے ماں باپ کے صبر و ثبات اور راضی بہ رضائے رب کی کیفیت کی بھی بھرپور عکاسی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی حسنات کو قبول فرمائے اور اُن کی سیئات سے درگزر فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین [ادارہ]

’’پہلے میرا دل بند ہوا...... پھر میں نے پانچ چمکدار ستارے دیکھے...... اس کے بعد میں اتنے مزے کی کیفیت میں چلی گئی کہ میں اس کی لذت اپنے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی (گویا کہ وہ اس کیفیت سے واپس نہ آنا چاہتی ہو) پھر میں نے دیکھا کہ ڈاکٹرز میرے اوپر جھکے ہوئے ہیں اور مجھے سانس دلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔‘‘

یہ تھی جان پدر رُحمیٰ اسعد مختار کی آخری گفتگو جو گیارہ جولائی بروز بدھ ڈاکٹرز ہسپتال میں Biopsy کے لئے کیے گئے آپریشن سے ہوش میں آنے کے چار گھنٹے بعد اچانک طبیعت خراب ہونے اور ہسپتال کے عملے کی کوششوں سے کسی حد بحال ہونے کے بعد اس نے اپنی ماں سے کی۔ یہ آخری الفاظ تھے جو اس کی ماں نے اپنی عزیز از جان بیٹی سے اپنے ہوش کے کانوں سے سنے اور شاید یہ اس کے لئے رہتی زندگی میں سرمایۂ حیات ثابت ہوں گے۔ بعد ازاں رُحمیٰ کا سانس پھر بگڑ گیا۔ شاید اللہ نے اسے صرف اتنا موقع دیا تھا کہ وہ عالم بالا سے متعلق اپنے مختصر سے مشاہدے کو اپنی ماں سے share کر سکے۔ ڈاکٹروں کے لئے رُحمیٰ کو Ventilator پر ڈالنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا۔ اس کے بعد سے 21 جولائی بمطابق 2 رمضان المبارک تک نیم بے ہوشی کی حالت میں ڈاکٹرز اسے بچانے کی سعیٔ لاحاصل کرتے رہے، لیکن وہ اس دنیا کی طرف لوٹ گئی جس کا ایک ہلکا سا مشاہدہ اسے دس روز قبل کرا دیا گیا تھا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ...... اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھَا وَارْحَمْھَا وَاَدْخِلْھَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھَا حِسَابًا یَسِیْرًا۔ اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ مَرْقَدَھَا وَاَکْرِمْ مَنْزِلَھَا وَاَلْحِقْھَا بِاَمَائِكَ الصَّالِحَاتِ ۔ آمین یارب العالمین

نیم بے ہوشی کے یہ دس دن رُحمیٰ نے ICU میں گزارے۔ ڈاکٹروں نے اسے انجکشنز کے ذریعے گہری نیند سلایا ہوا تھا۔ اس دوران کبھی کبھار وہ معمولی ہوش میں بھی آتی رہی۔ قریبی اعزّہ کو چوبیس گھنٹے کے دوران چند بار پندرہ پندرہ منٹ کے لئے اسے دیکھنے کی اجازت ہوتی تھی۔ اس وقت کا بہترین مصرف اس کی ماں اور اس کی ساس (جو اس کی سگی خالہ بھی ہیں) کے لئے یہ تھا کہ رُحمیٰ کے سرہانے قرآن مجید کی تلاوت کریں۔ اسی دوران رُحمیٰ کی ماں اور خالہ کو اللہ نے ایک اور مشاہدہ بھی کرا دیا۔ جبکہ وہ اس کے سرہانے سورۃ الرحمٰن کی تلاوت کر رہی تھیں تو انہوں نے رُحمیٰ کی آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھے۔ پھر رُحمیٰ نے بغیر آواز کے اپنی زبان کو آیاتِ قرآنی کے ساتھ حرکت دینی شروع کر دی۔ ماں دیکھ رہی تھی کہ آواز نہیں ہے، لیکن زبان کی گردش آیاتِ قرآنی سے ہم آہنگ ہے۔ اسی حال میں رُحمیٰ نے اپنی ماں کے ساتھ سورۃ الرحمٰن کا اختتام کیا اور دم کی آیات پڑھیں۔ رُحمیٰ کی ناک اور منہ میں نلکیاں لگی ہوئی تھیں۔ ماں نے پوچھا رُحمیٰ تکلیف تو نہیں ہے۔ جواب میں نفی میں سر ہلایا۔ ماں نے بچیوں کی خیریت بتائی اور کہا کہ صبر کرو۔ جواب میں رُحمیٰ نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر بے سدھ ہو گئی۔

رُحمیٰ کی بیماری کا دورانیہ بہت قلیل تھا۔ لگ بھگ ڈیڑھ ماہ قبل پیٹ کے درد اور ہلکی کھانسی سے اس کا آغاز ہوا۔ ابتدائی دنوں میں کوئی حتمی بات معلوم نہ ہو سکی۔ پھر اس کے پیٹ کا سی ٹی سکین کرایا گیا تو معلوم ہوا کہ لبلبہ کے پاس کچھ گروتھ ہے۔ سینے کے ایکسرے سے معلوم ہوا کہ گروتھ تو سینے تک پھیلی ہوئی ہے۔ ڈاکٹروں نے رائے دی کہ یہ limfoma (ایک قسم کا کینسر) ہے، لیکن 90 فیصد قابل علاج ہے۔ مسئلہ یہ درپیش تھا کہ چونکہ limfoma کی بہت سی قسمیں ہیں اور ہر ایک کا علاج مختلف قسم کی کیموتھراپی سے کیا جاتا ہے، لہٰذا جب تک biopsy رپورٹ حاصل نہ کی جائے، علاج شروع نہیں ہو سکتا۔ Biopsy کے لئے ایک آسان اور بے ضرر راستہ needle biopsy کا ہوتا ہے۔ جس کے لئے مریض کو بے ہوش کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ رُحمیٰ کی دوبار needle biopsy کرائی گئی لیکن دونوں مرتبہ شوکت خانم لیب نے ایک ایک ہفتہ گزارنے کے بعد یہ رپورٹ دی کہ limfoma تو معلوم ہو گیا ہے لیکن specimen اتنا قلیل تھا کہ باوجود کوشش کے ہم اس کی نوعیت کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں بتا سکتے۔ لہٰذا ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا کہ biopsy کے لئے حسب ضرورت sample حاصل کرنے کے لئے باقاعدہ آپریشن کرائیں۔ اس دفعہ لئے گئے sample کے ذریعے شوکت خانم لیب سے limfoma کی تفصیلی معلومات حاصل ہو گئیں۔ لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ رُحمیٰ ventilator پر تھی۔ اگر علاج شروع نہ کیا جاتا تو limfoma کی پھیپھڑوں اور سانس کی نالی پر گرفت سے نکلنے کی کوئی سبیل نہ تھی، بلکہ اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا۔ لہٰذا فیصلہ کیا گیا کہ اسی حال میں کیموتھراپی کی پہلی ڈوز دے دی جائے لیکن تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ۔ کیموتھراپی کے ذریعے limfoma کی گرفت تو ضرور ہلکی ہوئی مگر اس طریقۂ علاج کے بُرے اثرات (side effects) شروع ہو گئے۔ گردے تقریباً فیل ہو گئے۔ خون میں Platlets کی انتہائی کمی ہو گئی۔ Hemoglobin کم ہو گیا۔ WBCs کی کمی کی وجہ سے مختلف النوع infections نے گھیر

لیا۔ ان مسئلوں کو حل کرنے کی سرتوڑ کوششیں کی جاتی رہیں اور تمام دن ہم سب امید اور مایوسی کی ملی جلی کیفیات سے دوچار رہے۔ رُحمیٰ کے لئے دل کی گہرائی سے دُعا کرنے والے سینکڑوں افراد تھے لیکن اللہ کے فیصلے کے آگے کوئی بند نہ باندھ سکا اور بالآخر جدائی کا لمحہ آن پہنچا' كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ...!

رُحمیٰ ایک نیک روح اور فرشتہ صفت ہستی تھی۔ Biopsy کے آپریشن سے پہلے اسے اپنی بیماری کے بارے میں مکمل علم تھا' جس کا آغاز اس کے پیٹ کے درد سے ہوا تھا۔ اس نے اپنے شوہر حافظ محسن محمود کو صاف کہہ رکھا تھا کہ آپ نے مجھ سے کوئی بات نہیں چھپانی۔ لہٰذا محسن اسے ہر ہر مرحلے پر کئے گئے ٹیسٹوں سے اور ڈاکٹروں کی آراء سے پوری طرح آگاہ رکھتا تھا۔ اس کے باوجود ہم نے اسے کبھی فکر مند اور ملول نہیں دیکھا۔ اس کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ ہی رہتی تھی۔ الٹا اپنے گھر والوں کو تسلیاں دیتی تھی۔ ڈاکٹرز ہسپتال میں داخل ہونے سے پہلے ٹیسٹوں کے لئے اس کے چند دن ایک اور ہسپتال میں بھی گزرے۔ وہاں اسے ہمیشہ تلاوت قرآن سننے (کھانسی کی وجہ سے قرآن پڑھنا ممکن نہ تھا) اور نماز پڑھنے میں مگن پایا گیا۔

رُحمیٰ اپنے پیچھے تین بچیاں چھوڑ گئی ہے، جن کی عمریں بالترتیب پونے پانچ سال، تین سال اور نو ماہ ہیں۔ ہسپتال میں قیام کے دوران کسی نے پوچھا کہ تمہیں بچیاں تو یاد آتی ہوں گی۔ جواب ملا، ہرگز نہیں، مجھے تو فراغت کے ان چند دنوں میں اللہ سے جڑنے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کا جو موقع ملا ہے وہ میرے لئے سرمایۂ حیات ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ ان چند دنوں میں جن کیفیات سے دوچار رہی ہوں، اللہ موقع فراہم کرے تو انہیں لکھوں۔ رُحمیٰ کے خیال میں اس کے کردہ گناہ کیا ہو سکتے تھے...؟ کہیں میں نے کسی کا دل تو نہیں دُکھایا، کہیں مجھ سے گھر میں کام کرنے والی کسی نوکرانی سے کوئی زیادتی تو نہیں ہوگئی، کہیں میں نے کسی کام کرنے والی کو ناحق ڈانٹ تو نہیں دیا۔

Biopsy کے آپریشن سے دو روز قبل اس نے اپنی بڑی بہن کو کہا کہ مجھے شہادت کی تمنا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اگر کسی شخص کی وفات پیٹ کے مرض سے ہو تو وہ ایک نوع کی شہادت کی موت ہوتی ہے۔ آپریشن سے ایک روز قبل اُس نے بڑی بہن سے اپنی اس خواہش کا دوبارہ اظہار کیا، لیکن ساتھ ہی دو باتیں کہیں۔ ایک یہ کہ مجھے اپنی چھوٹی چھوٹی بچیوں کا خیال آتا ہے۔ میری شہادت کی صورت میں وہ ماں کے پیار سے محروم ہو جائیں گی۔ اور دوسرا یہ کہ مجھے امی جان کا خیال آتا ہے۔ جب میں ان کی آنکھوں میں جھانکتی ہوں تو مجھے وہاں غم کے سائے نظر آتے ہیں۔ اگلے ہی دن جب رُحمیٰ آپریشن کے لئے جا رہی تھی، اس نے اپنی بڑی بہن سے پھر کہا کہ آپا میں نے کل آپ سے اپنی بیٹیوں کے بارے میں کیا کہا تھا؟ رات میں سوچتی رہی کہ ان کو تو میرے اللہ نے پالنا ہے اور وہ 70 ماؤں سے بڑھ کر پیار کرنے والا ہے۔ اور آپا آپ نے کہیں امی جان سے وہ بات تو نہیں کر دی کہ مجھے اپنی شہادت کی صورت میں ان کا خیال آتا ہے۔ بڑی بہن نے تسلی دی کہ نہیں میں نے تمہاری باتیں کسی سے share نہیں کیں۔ رُحمیٰ کی اس فکر کا مداوا اس کے رب نے اپنی خاص حکمت سے کیا۔ جب رُحمیٰ کی ماں کو بچشم سر ایسے مشاہدات کرائے گئے جن سے اس کے دل کو ایسا سکون اور ٹھنڈک عطا کی جو ان شاء اللہ اس کے لئے تاحیات باعث اطمینان وسکون رہے گی۔

رُحمیٰ آپریشن کے دن شہادت کے لئے تیار ہو کر گئی۔ آپریشن کا وقت بارہ بجے کا مقرر تھا اور اسے گیارہ بجے ہسپتال پہنچنا تھا۔ اس کے لئے ڈاکٹروں کی ہدایت تھی کہ صبح چھ بجے کے بعد کچھ نہیں کھانا۔ اسی حالت میں اس نے اپنے شوہر کو ناشتہ کرایا۔ بچیوں کے روزمرہ کے معمولات پورے کئے۔ تینوں بچیوں کو اپنے ہاتھ سے ناشتہ کرایا۔ خود صاف ستھرے کپڑے پہنے۔ جانے سے پہلے اپنی نو ماہ کی بچی صفیہ کو آخری بار ماں کا دودھ پلایا اور ملکوتی مسکراہٹ چہرے پر بکھیرے ہنسی خوشی عازم ہسپتال ہوئی۔

جس دھج سے کوئی مقتل کو گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے، اس جان کی کوئی بات نہیں

اب ہم سوچتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ رُحمیٰ کو اپنی شہادت کا یقین تھا اور اللہ نے اسی روز اسے اس بات کا مشاہدہ بھی کرا دیا اور اس کی ماں کے دل کے سکون کے لئے اسے موقع بھی فراہم کر دیا کہ وہ اپنی ماں کو بتا سکے کہ اس پر کس قسم کی ان دیکھی دنیا کا دروازہ کھلنے والا ہے۔ اس کے بعد تو اس رحیم اور کریم ہستی نے صرف رُحمیٰ کو انتظار کرایا تاکہ نزول قرآن والے عظیم مہینے رمضان کے عشرہ رحمت کا آغاز بھی ہو جائے اور تاکہ اللہ کے نیک بندے حالت روزہ میں اس کی مغفرت کی دُعا کے لئے نماز جنازہ میں سینکڑوں کی تعداد میں صف آرا ہو سکیں۔

رُحمیٰ تم جیت گئیں!

ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ تم آخرت کی اصلی اور ابدی کامیابی سے ہمکنار ہو گئی ہو۔ ہمارے ساتھ گزرے تمہارے 27 سال اس بات کے گواہ ہیں کہ تم ایک خاص ہستی تھیں۔ تم ایک گوہر نایاب تھیں۔ ہم شاید تمہاری قدر نہ کر سکے، لیکن اس قدردان اور رحمٰن ہستی نے تمہیں پسند کر لیا۔ تمہارے اُٹھ جانے کے بعد ہمیں صبر پر قائم رکھنے میں یہ احساس بطور خاص شامل ہے۔

رُحمیٰ کے بارے میں اور کیا کیا لکھوں' اس فرشتہ صفت ہستی سے اپنی پوری زندگی میں کبھی کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ اس کے تمام بہن بھائی گواہی دیتے ہیں کہ انہیں باوجود کوشش کے اپنی پوری زندگی میں کوئی ایک بھی ایسا واقعہ یاد نہیں آیا جس میں کوئی ہلکا سا بھی شائبہ ہو کہ ہماری اس بہن نے ہم سے کوئی زیادتی یا ہماری دل آزاری کی ہو۔ بہن بھائیوں میں کسی بات پر معمولی کھٹ پٹ تو ہو ہی جاتی ہے۔ رُحمیٰ کا کردار اس اعتبار سے بھی بے داغ تھا۔

شادی کے بعد رُحمیٰ کو محسن محمود کی شکل میں اپنے مزاج سے مکمل ہم آہنگ اور ایک آئیڈیل شریک حیات مل گیا۔ دونوں میاں بیوی نورٌ علیٰ نور تھے اور ان کا باہمی تعلق انتہائی حسین تھا۔ محسن حافظ قرآن ہے۔ رُحمیٰ نے اس کے ساتھ گھرداری اور بچوں کو پالنے کے ساتھ ساتھ حفظ قرآن بھی شروع کر دیا۔ دونوں میاں بیوی کا کافی وقت باہمی قرآن سننے اور سنانے میں بسر ہوتا تھا۔ اور اس طرح رُحمیٰ اپنے انتقال کے وقت لگ بھگ 22 پاروں کی حافظہ بن چکی تھی۔

رُحمیٰ کی ساس اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ میں نے رُحمیٰ کو ہمیشہ یا تو گھر کے کام کاج اور بچوں کو کھلانے پلانے اور پڑھانے میں مشغول دیکھا یا پھر قرآن کی تلاوت میں۔ رُحمیٰ کو گھر گرہستی کے کاموں سے کوئی وقت بھی فارغ ملتا تھا تو وہ اسے قرآن پڑھنے میں بسر کرتی تھی۔

شادی سے پہلے اور اس کے بعد بھی رُحمیٰ اور اس کی بڑی بہن ٹیک سوسائٹی میں اپنی ماں کے زیر اہتمام قرآنی کلاسوں میں مددگار رہیں۔ رُحمیٰ نے لاتعداد عورتوں اور بچوں کو قرآن پڑھایا۔ چاہے وہ ناظرہ ہو، تجوید کے قواعد کے ساتھ ہو یا ترجمہ کے ساتھ۔ ہر طرح کی قرآنی کلاسوں میں وہ اپنی ماں کی مددگار رہی۔ اس کی بیماری کے دوران گڑگڑا گڑگڑا کر اپنے رب کے حضور دعائیں مانگنے والوں اور اس کی وفات پر آنسو بہانے والوں میں وہ بے شمار خواتین بھی شامل ہیں جنہوں نے سالہا سال رُحمیٰ سے قرآنی فیض پایا ہے۔

رُحمی اپنے شوہر کے لئے ہمیشہ رطب اللسان رہی۔ ہم نے کبھی اس کی زبان سے اپنے شوہر کے حوالے سے کوئی شکوہ نہیں سنا۔ محسن اسے بہت کم بازار خریداری کے لئے لے کر گیا، لیکن رُحمی نے کبھی اس بات پر دل کی تنگی محسوس نہیں کی۔ کچھ چاہیے ہوتا تو ماں یا بڑی بہن سے کہہ دیتی کہ آپ جائیں تو میرے لئے فلاں چیز لے آئیں۔ ساتھ ہی یہ تاکید بھی کرتی کہ خاص میرے لئے ہرگز بازار نہ جائیں۔ پھر جو لا دیا جاتا اسے بصد شوق پسند بھی کر لیتی۔ اپنے انتقال سے چند ہفتے قبل میں نے سرسری طور پر رُحمی سے پوچھا کہ وہ آخری بار Metro سٹور (جو نہر پر ہمارے راستے پر ہی واقع ہے) کب گئی، تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی، جب اس نے مجھے بتایا کہ ابو میں نے تو اب تک Metro سٹور اندر سے دیکھا ہی نہیں۔ اور یہ بات بتاتے ہوئے اس کے چہرے پر کسی قسم کی کوئی حسرت نہیں تھی۔ بلکہ ہمیشہ کی طرح ایک دلآویز مسکراہٹ ہی تھی جس کا صاف مطلب تھا کہ اگر میرا شوہر مجھے وہاں لے کر نہیں گیا تو میں اس بات پر پوری طرح مطمئن ہوں۔

رُحمی تم جیت گئیں!

اور اللہ نے چاہا تو ہاریں گے ہم بھی نہیں، شرط یہ ہے کہ ہم صبر اور نماز سے مدد حاصل کرتے رہیں اور دل کی گہرائیوں سے کی گئی توبہ پر کاربند رہیں۔ ہم سب تمہارے انتہائی شکرگزار ہیں کہ تمہاری وجہ سے ہمیں اللہ نے سچی توبہ کرنے کی توفیق بخشی۔ تمہارے ماں باپ اور بہن بھائیوں نے آپس میں عہد کیا ہے کہ ہم ایک دوسرے کو حق اور صبر کی نصیحت کرتے رہیں گے۔ راہ نجات کو سورۃ العصر کی روشنی میں ہم پڑھتے اور سنتے رہے ہیں۔ ان شاءاللہ یہ سورۃ ایک روشن نشان راہ کے طور پر ہمیشہ ہمارے سامنے رہے گی۔ تمہاری رحلت نے ہمیں یہ احساس بخشا ہے کہ اللہ نے تمہیں اس لئے جلد اٹھا لیا کہ وہ تمہیں جلد جنت سے سرفراز کرنا چاہتا تھا اور اُس نے تمہارے پس ماندگان کو سوچنے کا موقع فراہم کیا ہے کہ وہ بھی اسی راہ کے مسافر ہیں جو کہ ہدایت اور جنت کی راہ ہو۔ اللہ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے اور رضائے الٰہی کے حصول کی توفیق دے۔ اور ہمیں آخرت کی اصلی اور ابدی کامیابی عطا فرمائے اور اس کے نتیجے میں ہمیں جنت میں ایک دوسرے کی معیت نصیب ہو سکے، اور ہمارا ساتھ اس زندگی کا ہو جو ہمیشگی کی زندگی ہے۔ (آمین یارب العالمین)

☆☆☆

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

نیٹو سپلائی کی بحالی کے خلاف تنظیم اسلامی بہاولنگر کا مظاہرہ

تنظیم اسلامی بہاولنگر کے زیر اہتمام 6 جولائی شام ساڑھے پانچ بجے نیٹو سپلائی کی بحالی کے خلاف ایک احتجاجی مظاہرے کا اہتمام کیا گیا۔ مظاہرے کے لیے رفقاء و احباب بعد نماز عصر کمرشل کالج چوک میں اکٹھے ہو گئے۔ دُعا کے بعد تمام شرکاء ریلی کی شکل میں کتبے اور بینرز ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے سٹی چوک کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔ آنے جانے والے بہت غور سے بینرز کو پڑھتے۔ کچھ لوگ اس منظم انداز کو دیکھ کر مظاہرے میں بھی شامل ہوئے۔ اس کے بعد ریلی رفیق شاہ چوک کی جانب روانہ ہوئی، جو شہر کا ایک مصروف ترین چوک ہے۔ وہاں بھی چوک کے چاروں جانب آدھا گھنٹہ تک شرکاء کھڑے رہے۔ اس کے بعد معتمد حلقہ عابد حسین نے شرکاء سے مختصر خطاب کیا۔ مظاہرے کے دوران میں ہینڈ بلز بھی تقسیم کیے جاتے رہے۔ اور اس بات کا بھی خاص اہتمام کیا گیا کہ ٹریفک کے بہاؤ میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ اس کے بعد ریلی کے شرکاء اسی راستے پر واپس لوٹے اور کمرشل کالج چوک پہنچ کر ریلی اختتام کو پہنچی۔ اس میں تقریباً 40 شرکاء نے شرکت کی۔ (مرتب: عدنان شاہد)

تنظیم اسلامی حلقہ بلوچستان کے زیر اہتمام نیٹو سپلائی بحالی کے خلاف مظاہرہ

تنظیم اسلامی حلقہ بلوچستان کے زیر اہتمام 6 جولائی کی شام نیٹو سپلائی کی بحالی کے خلاف حلقہ کے ریجنل ہیڈ کوارٹر سے ایک احتجاجی ریلی نکالی گئی۔ رفقائے تنظیم کوئٹہ شمالی و جنوبی قبل از نماز عصر مقررہ جگہ پہنچ گئے تھے۔ سب سے پہلے ذوالقرنین نے ریلی سے متعلق ہدایات دیں۔ شرکاء نے پریس کلب پہنچ کر صف بندی کو قائم رکھتے ہوئے بھرپور احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اس موقع پر ماجد بلال نے کہا کہ امریکہ کے ڈرون حملوں میں بے گناہ مسلمان مارے جا رہے ہیں۔ مدارس اور مساجد شہید ہو رہی ہیں۔ یہ حملے حکومت کی رٹ اور اقتدار پر ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نیٹو سپلائی کی بحالی 18 کروڑ عوام کے ساتھ دھوکہ اور ملک سے غداری کے مترادف ہے۔ عوام میں اس فیصلے کے خلاف شدید غم و غصے کا اظہار فطری امر ہے۔ اس فیصلے سے ملک میں بم دھماکوں اور بدامنی میں اضافہ کا خدشہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ نیٹو سپلائی کے دوران پہلے بھی 34000 کنٹینرز گم ہو گئے تھے، جس کی نیٹو نے کوئی رپورٹ درج نہیں کروائی اور اسلحے سے لیس وہ کنٹینرز ہمارے ہی خلاف استعمال ہونے کی رپورٹیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ دراصل اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ ہے، جو امریکہ و نیٹو نے روس کے زوال کے بعد شروع کر رکھی ہے۔ اس جنگ میں مسلسل مسلمانوں ہی کا خون بہہ رہا ہے۔ کراچی، خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں امریکہ، نیٹو اور انڈیا کے ایجنٹوں کی سازشوں سے دہشت گردی، ٹارگٹ کلنگ اور دھماکے روزمرہ کا معمول بن گئے ہیں۔ پریس کلب پر الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا کے نمائندوں نے مظاہرہ کی کوریج کی۔ تنظیم کے ذمہ داران نے شرکاء سے خطاب کیا۔ بعد ازاں ریلی شارع عدالت، ریگل پلازہ، سرکلر روڈ، جناح روڈ اور شارع اقبال سے ہوتی ہوئی واپس حلقہ کے آفس پہنچ کر دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ منان چوک پر چاروں اطراف میں رفقاء نے مغرب تک مظاہرہ جاری رکھا۔ اس دوران میں چند رفقاء نیٹو سپلائی کے خلاف تیار کردہ پمفلٹ لوگوں میں تقسیم کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں میڈیا کے دفاتر تک پریس ریلیز بھی پہنچائی گئیں۔ دوسرے دن اخبارات میں تصاویر کے ساتھ ریلی کو مناسب کوریج دی گئی تھی۔ اس ریلی میں کل 38 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ (مرتب: اقتدار احمد خان)

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ مبتدی رفیق تنظیم اسلامی قاسم آباد محترم اللہ ڈرایو چینہ ایک ٹریفک حادثہ میں انتقال کر گئے

☆ تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے ناظم دعوت وتربیت محسن محمود کی اہلیہ جو رشتے میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کی بھانجی تھیں، گزشتہ دنوں انتقال کر گئیں۔

☆ تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی کے رفیق جناب اویس احمد انصاری کی نانی رحلت فرما گئیں۔

☆ محمد منیر احمد سابقہ امیر حلقہ بہاولنگر و بہاولپور کی خوشدامن صاحبہ انتقال کر گئیں۔

☆ تنظیم اسلامی حلقہ پوٹھوہار کے رفیق غلام مظہر تقدیر الٰہی سے وفات پا گئے۔

ماہ رمضان المبارک کے دوران تنظیم اسلامی

حلقہ حیدرآباد کے زیرِ انتظام دورۂ ترجمہ قرآن اور حلقہ بلوچستان کے زیرِ اہتمام دروس قرآن پروگراموں کی فہرست

حلقہ حیدرآباد

علاقہ/شہر	پتہ	مترجم / مدرس
قاسم آباد	مسجد جامع القرآن، کراچی بائی پاس، مین گیٹ وادھو واہ روڈ گلشن سحر قاسم آباد	شفیع محمد لاکھو
لطیف آباد	بنگلہ نمبر 161، بلاک C نزد Aptech، ڈاؤ لینس والی گلی، یونٹ نمبر 2 لطیف آباد	غازی ابواحمد
حیدرآباد سٹی	مرکز تنظیم اسلامی سٹی حیدرآباد، بالمقابل سوئی سدرن گیس کسٹمر سینٹر، نزد ہوٹل سٹی گیٹ، جیل روڈ، حیدرآباد	کامران خلجی

حلقہ بلوچستان

نواں کلی	رہائش گاہ چودھری محمد انور فیز ا، زرغون آباد، نواں کلی، کوئٹہ (بعد نماز عصر)	عبدالسلام عمر
شہباز ٹاؤن	رہائش گاہ محبوب سبحانی بنگلہ نمبر 45 فیز ا، شہباز ٹاؤن، کوئٹہ کینٹ، کوئٹہ (بعد نماز تراویح)	محمد اسحاق (بذریعہ ویڈیو جزوی)

"(اے علیؓ) اللہ کی قسم! اگر اللہ تیرے ذریعے سے ایک آدمی کو بھی راہِ راست پر چلنے کی توفیق دے تو یہ تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ تجھے سرخ اونٹ ملیں۔" (الحدیث)

رمضان المبارک کے موقع پر
مکتبہ خدام القرآن لاہور کی
خصوصی پیشکش

رمضان گفٹ پیک

دین حق کا پیغام عام کرنے کے لیے
اپنے اعزہ واقارب اور دوست احباب
کو تحفہ دیجیے

صرف
100
روپے میں

جس میں شامل ہیں:

- بیان القرآن (2 MP3 CDs)
قرآن مجید کا ترجمہ اور مختصر تفسیر
- مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق
- عظمت صیام وقیام رمضان المبارک
- راہ نجات سورۃ العصر کی روشنی میں
- نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں
- نیکی کی حقیقت آیۃ البر کی روشنی میں
- مسلمان خواتین کے دینی فرائض
- توبہ کی عظمت وتاثیر
- فرائض دینی کا جامع تصور

از: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اسٹاک محدود ہے

ڈاک خرچ -/40 روپے۔
ڈاک سے منگوانے والے حضرات -/140 روپے کا منی آرڈر / بنک ڈرافٹ درج ذیل ایڈریس پر ارسال فرمائیں

مکتبہ خُدّام القرآن لاھور قرآن اکیڈمی K-36، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 3-042-35869501 email: maktaba@tanzeem.org web: www.tanzeem.org

طریق القرآن

﴿پہلے اڑھائی سپاروں یعنی سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقرہ کی سیرت محمد ﷺ کی روشنی میں تفسیر کی خصوصیات﴾

1۔ قرآن حکیم کو ابتداء سے سیکھنے کے آرزومندوں کے لیے بہترین تحفہ
2۔ بھٹکتی اعیان دین کے لیے منزل کی پہچان
3۔ انقلاب اسلامی کے داعیان کے لیے اس انقلاب کی بنیادوں سے تعارف
4۔ دنیا کی عزت بحیثیت اُمت مسلمانوں کا حق ہے۔ لیکن کیسے؟
5۔ سیکولر دنیا کے اسلامی خلافت کے خلاف اتفاق کی وجوہات۔
6۔ قرآنی فکر کو عام کرنے کے خواہش مندوں کے لیے بنا بنایا 25 روزہ کورس۔
7۔ اتحادِ اُمت کی ضرورت کے پیش نظر ہر مسلمان کی ضرورت۔
8۔ خطباتِ جمعہ کے لیے بہترین موضوعات

رعایتی قیمت -/150 روپے (ڈاک خرچ کے ساتھ -/200 روپے)

مصنف: محمد منیر احمد فارغ التحصیل قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 0333-6314487

تقریظ: ڈاکٹر محمد ادریس مفتی۔ حب
(نواسہ مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، مدیر اعلیٰ جامع معارف الاسلام، اسلام آباد)

ملنے کا پتہ: محمد رمضان اینڈ کمپنی غلہ منڈی ہارون آباد ضلع بہاولنگر

اعتکاف وفہم دین کورس

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں
جامع مسجد الفاطمہ المعروف جامع القرآن
گلشن حشمت کالونی ہارون آباد ضلع بہاولنگر
میں معتکفین کے لیے فہم دین کورس کا اہتمام کیا گیا ہے
سحر وافطار کا اہتمام ادارہ کی جانب سے ہوگا۔ ان شاءاللہ
زیادہ سے زیادہ رفقاء واحباب خود بھی فہم دین کورس میں شامل ہوں اور اپنے ان دوستوں کو بھی اس میں شرکت کی دعوت دیں جو اعتکاف بیٹھنے کا ارادہ رکھتے ہیں
موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں

شرکت کے خواہشمند احباب محمد شفیق (امیر تنظیم اسلامی ہارون آباد 1) سے رابطہ کر کے اپنے نام درج کرائیں

برائے رابطہ: 03347463964

داخلے جاری ہیں

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
کے زیر اہتمام

(پارٹ I اور II)

رجوع الی القرآن کورسز

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تا کہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

نصاب (پارٹ I)

1. عربی صرف ونحو
2. ترجمۂ قرآن
3. آیاتِ قرآنی کی صرفی ونحوی تحلیل
4. قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی
5. تجوید و ناظرہ
6. مطالعۂ حدیث و فقہ العبادات
7. اصطلاحاتِ حدیث
8. اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II)

1. مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)
2. مجموعۂ حدیث
3. فقہ
4. اصولِ تفسیر
5. اصولِ حدیث
6. اصولِ فقہ
7. عقیدہ
8. عربی زبان وادب
9. اضافی محاضرات

- اس سال کلاسز کا آغاز 12 ستمبر سے ہوگا
- داخلہ کے خواہشمند خواتین وحضرات 12 ستمبر کو صبح ساڑھے آٹھ بجے انٹرویو کے لیے قرآن اکیڈمی تشریف لائیں
- پارٹ II میں خواتین کی شرکت کا انتظام نہیں ہے

نوٹ: پارٹ I میں داخلے کے لیے انٹرمیڈیٹ پاس ہونا اور پارٹ II میں داخلے کے لیے رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) پاس کرنا لازمی ہے

برائے رابطہ: **قرآن اکیڈمی**

36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 35869501-3
email:irts@tanzeem. org

ندیم سہیل
0322-4371473
0312-4140589

محترم جناب امام/خطیب صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! مزاج گرامی!

اس حقیقت سے ہر دردمند پاکستانی مسلمان آگاہ ہے کہ آج غیروں کی سازش اور اپنوں کی نادانی کے باعث وطن عزیز پاکستان کی نظریاتی و زمینی سرحدوں کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ یہ بات بھی اہل خرد سے پوشیدہ نہیں کہ ہم نے یہ ملک اللہ سے جس وعدہ پر حاصل کیا تھا، اس کی خلاف ورزی کی پاداش میں تباہی و بربادی ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے، جس سے بچاؤ صرف اللہ کے حضور سچی توبہ اور سابقہ کوتاہیوں کے ازالہ سے ہی ممکن ہے۔

دوسری طرف ہمارے نزدیک قیام پاکستان سے اب تک ان تمام علماء کرام اور خطباء حضرات کا وجود غنیمت ہی نہیں ان کا کردار بھی لائق تحسین ہے، جنھوں نے قوم کو دینی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے اور ان کے دینی و ملی شعور کو اجاگر کرنے کے لیے منبر ومحراب کا بھرپور استعمال فرمایا ہے۔ **فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء**

محترم! یہ بات یقیناً آپ کے علم میں ہوگی کہ وطن عزیز پاکستان کا قیام ماہ رمضان المبارک کی 27ویں شب میں عمل میں آیا۔ بلاشبہ یہ اللہ کی مشیتِ خصوصی کا مظہر ہے اور اس امر کا غماز ہے کہ مسلمانانِ برصغیر کے اس عزم کے جواب میں کہ ”پاکستان کا مطلب کیا: لا الہ الا اللہ“ کے تائید غیبی سے وجود میں آنے والا یہ ملک اللہ کا ایک عظیم انعام اور تحفہ ہے۔ حسن اتفاق سے اِمسال پاکستان کا یوم آزادی ایک بار پھر رمضان المبارک کے آخری عشرے میں آرہا ہے۔ چونکہ رمضان المبارک میں بندگانِ خدا کے قلوب نیکی، تقویٰ اور بندگی کی طرف مائل ہوتے ہیں، لہٰذا آپ سے التماس ہے کہ یوم قیام پاکستان اور رمضان کی اس نسبت کو موضوع بنا کر ماہِ مبارک کے دوران خطبات جمعہ، بالخصوص جمعۃ الوداع اور نماز تراویح میں ختم قرآن کے مواقع پر اہل پاکستان کو اس امر کا احساس دلایا جائے کہ دفاعِ پاکستان اور ہمارے تمام دیگر مسائل کا حل صرف رجوع الی اللہ یعنی انفرادی و اجتماعی توبہ اور اس کے عملی تقاضوں کی ادائیگی ہی میں مضمر ہے۔ براہِ کرم اپنے سامعین پر یہ بات ضرور واضح کیجیے گا کہ انفرادی توبہ سے مراد ذاتی سطح پر عملی اور حقیقی مسلمان بننا ہے اور زندگی کے ہر معاملے میں اللہ اور رسول ﷺ کی کامل اطاعت پر کاربند ہونا ہے، جبکہ اجتماعی توبہ کی صورت یہ ہوگی کہ ہم اللہ سے کئے گئے وعدے یعنی ”پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ“ کو عملی صورت دیں اور اس کے لازمی منطقی نتیجے کے طور پر یہاں نظامِ مصطفیٰ قائم کریں۔

ازراہِ کرم اس تجویز کو دیگر علماء و خطباء اور ائمہ کرام کے سامنے پیش فرما کر انھیں بھی اس کارِ خیر میں حصہ ڈالنے کی ترغیب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ شاید ہماری یہ حقیر سی کاوش قوم کو توبہ کی طرف متوجہ کرنے اور اس طرح اللہ کی رضا کے حصول کا باعث بن جائے اور قوم یونسؑ کی طرح ہمیں بھی سر پر منڈلاتے ہوئے عذاب الٰہی سے نجات مل جائے جس کے سائے دن بدن دبیز سے دبیز تر ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔

والسلام مع الاکرام

(حافظ عاکف سعید)

امیر تنظیم اسلامی